عرفان عزیز

طبع دوم باضافہ جدید

انتخاب کلام اردو

حضرت منشی ولایت علی خاں عارف باللہ معروف بہ شاہ عزیز اللہ عزیز

معہ دیباچہ

از محمد خصلت حسین صابری مرتب کتاب ہذا

مع

مختصر سوانح عمری حضرت مصنف

قیمت ایک روپیہ چار آنہ
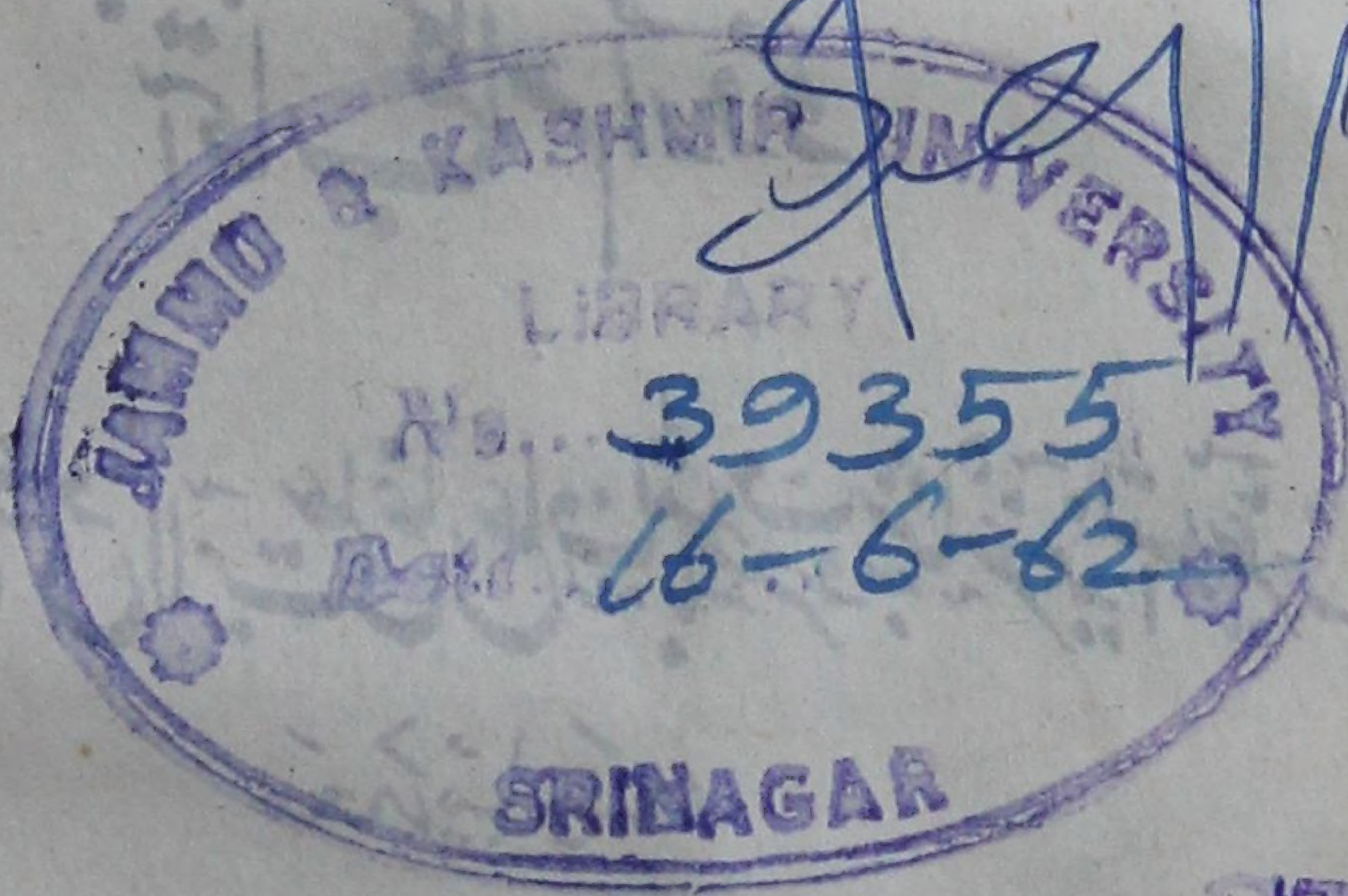
هو العزیز

دیباچہ

کرتے ہیں جمال کی تلاوت
ہم کو یہ کتاب دی گئی ہے
(حضرت عزیز صفی پوری)

حضرت پیر و مرشد جناب منشی **ولایت علی خاں** صاحب معروف بہ **محمد عزیز اللہ شاہ عزیز** صفی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام اردو کے انتخاب کی پانچ سو جلدیں **عرفانِ عزیز** کے نام سے شائع کی گئیں وہ سب ختم ہوگئیں اب یہ دوسرا ایڈیشن چھپنے جا رہا ہے دیباچہ اُس کا میرے عزیز مکرم ڈاکٹر ابواللیث صاحب صدیقی ایم اے. پی. ایچ. ڈی نے میری فرمائش پر لکھا تھا وہ اس وجہ سے کہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے

لئے جو بسیط مضمون اُنھوں نے لکھا وہ "لکھنؤ کا دبستانِ شاعری" کے عنوان پر تھا اور حضرت عزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی اودھ کے شعرا میں سے گزرے ہیں گو یہ ضرور ہے کہ فقر و فاقہ کے باعث بمصداق "قطب از جانمی جنبد" آپ نے گوشۂ گمنامی پسند فرمایا مگر "مشک آنست کہ خود ببوید" اساتذہ اُس وقت کے اُن بزرگ سے ناواقف نہ تھے جیسا کہ اُن بزرگ نے خود ہی اپنے دیوان اردو نظم دلفریب میں فرمایا ہے :-

ممنون میں نہیں ہوں کسی کے کمال کا
شاگرد اس زباں میں ہوں اس ذوالجلال کا

ہاں نظم پارسی میں ہوں غالبؔ سے مستفید
منت گذارِ لطف ہوں دو تین سال کا

جب بعد غدر پھر کے گیا لکھنؤ کو میں
دیکھا کچھ اور رنگ خدا کے جلال کا

مجھ سے سنا تھا میری غزل کو اسیرؔ[1] نے
تھا اُن کو سارا علم مرے گھر کے حال کا

ہر چند اُن دنوں میں شروع شعور تھا
اُس پر کیا تھا وصف زبان و خیال کا

ہادی علی اشکؔ بھی سن کر ہوئے تھے خوش
احسان بھی اُنھوں نے کیا بذل مال کا

جاتا میں اُن کے پاس تو آتے وہ میرے پاس
ادنیٰ یہ ایک وصف ہے اُن کے خصال کا

غالبؔ نہیں رہے تھے تو خالی نہ تھا جہاں
باقی ہے فیض حشر تک ایزد تعال کا

---

[1] مظفر علیخاں اسیرؔ

خادم صفی ولی نے جو بیخود کیا مجھے
اُردو زبان میں ذکر کیا دل کے حال کا
لذّت نہیں سخن میں جو ترک سخن میں ہے
کس سے کروں میں تذکرہ اس انفعال کا
اہل ہنر چھپائیں خطائے عزیز کو
رکھیں خیال زشتیٔ ردّ و سوال کا

جناب کمالات انتساب منشی امیر احمد صاحب "مینائی" لکھنوی کے خطوط جو کتاب کی صورت میں "خطوط منشی امیر احمد" کے تاریخی نام سے مولوی محمد احسن اللہ خان صاحب ثاقب نے جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت ۱۳۲۸ھ موہانی کے اردو پریس علی گڈھ سے شائع کرائے اس میں بھی حضرت عزیز موصوف معروف بہ منشی ولایت علی خاں صاحب صفی پوری کے نام خطوط ہیں۔ اُنھیں کے ایک خط کا بہت مختصر اقتباس یہاں درج کرتا ہوں :-

"خمخانۂ ابدی[1] کو میں نے بنظر سرسری دیکھا اور تمہاری طباعی کا مزہ اُٹھایا۔ کیا اچھا کلام ہے۔ اور بیان مقاصد میں کیا حسن انجام ہے بارک اللہ فی عمر کم۔ تمہارا کلام دیکھ کر تمہارے دیدار فرحت آثار کی آرزو ایک سے ہزار ہو گئی۔ افسوس کہ مجھے بعض امراض لازمہ کی وجہ سے سفر کی قدرت نہیں ایک عمر ہو گئی کہ وطن کو

---

[1] یہ تین مثنویاں فارسی کی ہیں، جلوۂ حسن، شعلۂ محبت، جذبۂ عشق جن کا یکجائی تاریخی نام رکھ دیا ہے جن کو مولوی مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا رئیس چھپرہ نے مطبع اکبر آبادہ میں بہت اچھا چھپوایا ہے۔

جانا نہیں ہوا ورنہ میں خود آکر تم سے ملتا اور بالمشافہ تمہارے
کلام کی داد دیتا تم اگر چلتے پھرتے رہتے ہو تو کبھی ادھر بھی
آنکلو تاکہ حسرتِ دیدار میرے دل میں رہ نہ جائے
اشعار الاشعار میں کیا ہے، اور وہ بھی فارسی زبان میں ہے یا اردو
اگر فارسی ہو تو کچھ کلام اردو بھی بھیجو خمخانۂ ابدی کے دیکھنے
سے ثابت ہو گیا کہ حسن تمہاری طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا
ہے۔ لکھنؤ کی بربادی اور عمائد اور شرفار کی پریشانیاں
لاتعدو ولاتحصیٰ ہیں منجملہ اُنھیں کے آپ کی شکستہ حالی
کا تصور بھی باعثِ سوہانِ روح ہے"۔

"امیر فقیر ریاست رامپور"

میرے ایک مکرم و محترم مولانا مولوی ابرار حسین صاحب فاروقی
گوپامئوی ایم اے علیگ ایم ایف ایچ اے ایس انسپکٹر مدارس
عثمان آباد دکن نے "عرفان عزیز" کے متعلق مجھے لکھا کہ:۔

"اگر آپ خود ہی اس کا مقدمہ لکھتے تو کلام کے نہیں
بلکہ انتخاب کے چار چاند لگ جاتے اور صاحب کلام کی

حیات جو مجسم تصوّف و ولایت تھی منظر عام پر آجاتی"
اور جناب ڈاکٹر مولوی عبد الحق صاحب نے "عرفان عزیز" پر جو
تبصرہ اپنے اُردو اخبار "ہماری زبان" دہلی مجاریہ ۱۶ رجون ۴۶ء
میں بنظر شفقت شایع کیا اس میں یہ اظہار خیال فرمایا کہ:-

"کلام کچھ نعتیہ کچھ وحدت وجود کے رنگ میں صوفیانہ
کچھ عاشقانہ ہے اور اس کی زبان بہت صاف و شگفتہ
ہے اگرچہ ایک مختصر انتخاب سے شاعر کے مرتبۂ شاعری کا
اندازہ لگانا مشکل ہے ناشر صاحب نے ۴۸ صفحے کے
اس کتابچے کی قیمت ۱۲ر قرار دی ہے"۔

یہ امر واقعہ ہے کہ کلام کا انتخاب مختصر، مقدمہ تشنہ اور قیمت
بظاہر گرانبار ہوگئی، اِن سب کوتاہیوں کی وجہ لوگوں کا مسلسل
اصرار، میری تعجیل اور کم لیاقتی، کتابت و طباعت اور کاغذ کی
اس زمانہ میں کمیابی اور گرانی ہوئی اس کا مجھے بھی احساس ہوا
اور قیمت میں نے اس نسخہ کی ۸ر کرادی، اب جبکہ مجھے حضرت
موصوف کے مکمل اُردو کے اور دو مطبوعہ دیوان "طورِ تجلی"

اور "مجموعہ ختم فکر" اردو جو نایاب ہو گئے تھے اور میرے پاس نہ تھے دستیاب ہو گئے ہیں، اس دوسرے اڈیشن میں میں نے ۱۱۰ غزلوں کا اور اضافہ کر دیا ہے جس سے ضخامت اس کی قریب قریب پانچ جز کے ہو گئی ہے اور ظاہر ہے کہ قیمت بھی اس کی بڑھ گئی۔ مقدمہ کا لکھنا ایک ادیب اور وسیع النظر شخص کا حق ہے مگر چونکہ حضرت عزیزؒ کی عملی زندگی یا تصوف کی زندگی کے مشاہدہ کا شرف اور ان بزرگ کی خدمت کی سعادت مجھے بھی نصیب ہے ان بزرگ کے مختصر حالات و خیالات اپنی بساط کے موافق پیش ناظرین کرتا ہوں۔

حضرت عزیز رحمۃ اللہ علیہ صفی پوری خود ہی اپنے دیوان "طور تجلی" کے دیباچہ میں اپنا نسب نامہ یوں بیان فرماتے ہیں:-

"فقیر ناچیز محمد عزیز اللہ عزیزؔ عرف محمد ولایت علی خاں مقیم صفی پور احباب سخن شناس کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ میرے والد ماجد منشی محمد یحییٰ علی خاں مرحوم محمد علی شاہ بادشاہ اور امجد علی شاہ کے وقت میں اخبار گشتی کے داروغہ رہے اور میرے دادا "امیر الانشا"

میر منشی ثابت علی خاں بہادر غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر بادشاہ کے وقت میں میر منشی رہے اور میرے پر دادا "امین الانشا" رونق علی خان نواب سعادت علی خاں کے تمام عہد میں اور غازی الدین حیدر کے آغاز عہد تک میر منشی رہے۔

اب میں غریب اور فقیر ہوں اتنا مختصر حال اور اُن لوگوں کے نام اپنی پہچان کی غرض سے لکھتا ہوں اور سوانح اسلاف میں مفصل لکھ چکا ہوں اور چونکہ وہ لوگ اپنے اپنے وقت میں انھیں القاب سے مشہور تھے ان کے نام اسی طرح لکھ دئے تفاخر سے نہیں لکھے۔ میں ایک بے حقیقت ناچیز ہوں نہ کوئی سرمایہ رکھتا ہوں نہ ان لوگوں کے مثل صاحب عزت ہوں فخر کس بات پر کروں"۔

حضرت عزیزؒ سوانح اسلاف میں اپنے جد امجد کا حال یوں تحریر فرماتے ہیں :-

"والد ماجد فرماتے تھے کہ ہم لوگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی

چشتیؒ کی اولاد میں ہیں (جو حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری کے پیر ہیں) اور آپ شیخ صدیقی تھے، شاہ ابراہیم شرقی کے عہد تک ہمارے آباؤ اجداد کا قیام قنوج میں تھا اور یہ لوگ ان کی سرکار سے معرفت پناہ اور حقیقت دستگاہ لکھے جاتے تھے اور خواجہ زادے کہلاتے تھے، جب ابراہیم شاہ شرقی کی سلطنت پر زوال آیا خواجہ شیخ عبدالمطلب نے قنوج چھوڑا اور ملاتویں ضلع ہردوئی میں قاضی بایزید کے خاندان سے رشتہ داری تھی اس توسل سے آکر رہے، خواجہ شیخ عبدالمطلب کے بیٹے خواجہ شیخ دانیال اُن کے بیٹے خواجہ شیخ داؤد اُن کے بیٹے خواجہ شیخ احمد یہیں رہے، یہ لوگ مرفہ حال نہ تھے، خواجہ شیخ احمد کے بیٹے منشی فیض محمد مرد قابل تھے، منشی فیض محمد نواب آصف الدولہ بہادر کے وزیر نواب حیدر بیگ کے پیشدست ہوئے، منشی فیض محمد کو جب یہ عروج ہوا خواجہ زادگی کا لقب جاتا رہا "منشی" مشہور ہوئے جب منشی فیض محمد کا انتقال ہوا آپ کے بیٹے منشی رونق علی خان نواب سعادت علی خان بہادر کے "میر منشی ہوئے"۔

پیدائش } حضرت عزیزؒ کی ولادت باسعادت ۲؍ صفر ۱۲۵۹ھ ۱۸۴۳ء کو صفی پور اپنے ننھال میں ہوئی بسم اللہ آپ کی لکھنؤ میں جناب مولانا عبدالوالی صاحبؒ نے کی تھی جو علمائے فرنگی محل میں سے تھے اور درویش تھے اور لکھنؤ کے قطب بھی تھے۔ مولوی محمد رضا صاحب بانگرمئوی نے آپ کو تعلیم دی، صرف و نحو کی کتابیں زبانی یاد کرائیں اور دو چار کتابیں فارسی میں پڑھائیں جیسے انوار سہیلی اور ابوالفضل، اور گو یہ نظم و نثر جو آپ نے لکھی ہیں اُن کی تعلیم سے نہیں آئی اور خود یہ نہ جانتے تھے الا اس کی قوت انھیں کے طفیل سے پیدا ہوئی، غرض پندرہ برس کی عمر تک آپ لکھنؤ میں قیام پذیر رہے ۱۲۷۲ھ میں مولانا مولوی امیر علی صاحبؒ امیٹھوی شہید ہوئے۔ انگریزی عملداری کا آغاز ہوا اُسی زمانے میں آپکے والد ماجد نے آپ کا عقد کیا اور نکاح کے بعد ہی آپ کو حضرت پیر دستگیر جناب فتح علی شاہ صاحب خلیفہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب صوفی کے ہاتھ پر مرید کرایا۔ یہ سلسلہ صابریہ چشتیہ ہے، اسی زمانے میں حضرت

فتح علی شاہ صاحب کا وصال ہوا "شہیدِ عشق بجاں پیروِ امام حسین" ۱۲۷۳ھ تاریخ وصال ہے، لکھنؤ سے جب بادشاہ گئے غدر کے آثار نمودار ہوئے حضرت عزیزؒ کی تعلیم ختم ہو گئی، امیدیں خواب و خیال ہو گئیں، مکان لُٹ گیا، سارا اثاث البیت جاتا رہا آپ کے والد ماجد سب کو لے کر صفی پور چلے آئے بقولہ :۔

نماند شوکتِ دارا نہ جاہ اسکندر　　بہ بے ثباتی دنیا و مے بغور نگر
مباش غرّہ بدیں چند روز نعمتِ زر　　توانگرا دل درویش خود بدست آور

کہ مخزنِ زر و گنج و درم نخواہد ماند

اور یہ استغنا حضرت عزیزؒ کو کیونکر اور کیسے حاصل ہوا خود ہی فرماتے ہیں :۔

شکر خدا عزیزؔ کہ مستانہ ہوں مدام　　خادم صفی نے بھر کے پلایا ہے مجکو جام
دیکھو کہ ہوں میں کیسے شہنشاہ کا غلام　　نازاں ہے شاہ بھی جو ملے اسکو یہ مقام

پروا نہیں ہے مجکو جو آبا امیر تھے
آزاد ہو گیا ہوں میں اور وہ اسیر تھے

چنانچہ حضرت عزیزؒ نے سوانح اسلاف میں لکھا ہے "جس دن میں صفی پور

میں آیا، سہ پہر کو والد ماجد کے ساتھ حضرت مرشد پاک شاہ خادم صفی محمدی رح کے حضور میں حاضر ہوا آپ نے نگاہ اُٹھا کر میری طرف دیکھا وہ نگاہ میرے دل میں اُتر گئی۔" حضرت عزیز رح کسب معاش میں ۱۲۷۳ھ لغایتہ ۱۲۸۳ھ سنڈیلہ اور کانپور میں رہے مگر حضرت مرشد پاک خادم صفی کو حضرت عزیز رح واقعی بجد عزیز تھے، حضرت عزیز رح سوانح اسلاف میں لکھتے ہیں:

"جب اللہ جل شانہٗ کو کسی قدر آسانی سے رزق دینا منظور ہوا اس کا ظہور یوں ہوا کہ میں کانپور میں تھا اور والد ماجد صفی پور میں تھے حضرت مرشد پاک نے والد ماجد سے فرمایا کہ منشی جی لکھنؤ جاؤ اور پنشن کے لیئے عرضی دو، مجکو ولایت علی خاں کو الگ رکھنا منظور نہیں، غرض والد ماجد میرے پاس پہنچے، میں والد ماجد کے ساتھ ہوا اور میرے چھوٹے بھائی محمد یعقوب علی خاں میرے پاس تھے، اُن کو بھی ساتھ لیا اور تینوں آدمی لکھنؤ پہنچے پھر سال بھر کے بعد ھ۷۰ رما ہوار جناب والد صاحب کے نام اور ھ۷۰ رہم دونوں بھائیوں کے نام اپنی اپنی زندگی تک جاری ہوئے، جب سے پنشن مقرر ہوئی میں کہیں نہیں گیا" اور حضرت مرشد پاک کی خدمت

میں حاضر رہنے کو نعمتِ عظمیٰ سمجھا الحمدللہ ۱۲۸۶ھ میں آپ نے اجازت فرمائی اور پیالہ پلا کر مونڈ اشی کر کے کلاہ اور شال عنایت کی اور محمد عزیز اللہ شاہ نام رکھا بقولہ :-

خوشا کسیکہ قناعت باند کے فرمود غمے نخورد و بسر بردہ زیر خاک آسود
ہزار دولت اگر دست داد ہ است چہ سود سر و مجلس جمشید گفتہ اند این بود

کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند

حضرت عزیزؒ کے ترکیب بند مسمّیٰ بہ نالہ دردمند کا ایک بند اسی مضمون میں کیا خوب ہے فرماتے ہیں :-

غیر ممکن ہے کہ طائر کو پسند آئے قفس روح قالب سے جدا ہو گی سن اے پاک نفس
جب یہ ثابت ہے کہ دنیا ہے طرب خانہ خس کس لئے ہے تجھے اسباب تنعم کی ہوس

اے دل آن بہ کہ خراب از مئے گلگوں باشی
بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی

مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ ۸ ؁ ماہوار گذارہ پر عمر گذاردی پیر کے در کو مضبوط پکڑا اور مر کر بھی در نہ چھوڑا، حضرت عزیزؒ اپنے دیوان ختم فکر اردو میں فرماتے ہیں :-

سب کو دل سے بھُلا دیا تم نے　　شاہ خادم یہ کیا کیا تم نے
وہ جمالِ جمیل دکھلا کر　　کھول دی شانِ کبریا تم نے
لطف سے شوق سے محبت سے　　کن اداؤں سے دل لیا تم نے
صفحۂ دل پہ تھا خدا کا نام　　لکھ دیا اس پہ حاشیا تم نے
کھینچ کر میرے دل کو اپنی طرف　　دے دیا ذوق بے ریا تم نے
عمر بھر اپنے پاس ہی رکھا　　کہہ کے ہر دم بیا بیا[۱] تم نے
بن کے ساقی پلا دیا سب کو　　وہ پیالہ جو خود پیا تم نے
جس کو چاہا بنا دیا فوراً　　محرمِ سرِّ اولیا تم نے

خاک در ہو کے میں عزیز[۲] ہوا
کر دیا مجھ کو کیمیا تم نے

پھر فرماتے ہیں :-

---

۱ اشارہ ہے حضرت عراقیؒ کی غزل نعت کی طرف :-
"تو بیا بیا عراقی کہ نہ خاصگان مائی"

۲ پہلی تصنیفات میں آپ ولایت تخلص فرماتے تھے، ۱۲۸۶ھ سے جب سے کہ آپ کے مرشد برحق نے آپ کو فقیر بنایا اور عزیز اللہ شاہ نام رکھا آپ نے اپنا تخلص بھی بدل ڈالا اور عزیز تخلص کر دیا،

صوفی بنا ہوں آ کے تری بارگاہ میں ۔ ہو جائیں خاک مل کے یہیں خاکِ راہ میں

آئے جو عقلِ کل بھی تو سب عقل بھول جائے ۔ جھانکے بہت کنوئیں مرے یوسف کے چاہ میں

کرتی ہے دل کو کھینچ کے اللہ کی طرف ۔ واللہ کیا اثر ہے تمہاری نگاہ میں

پیدا کیا گناہ کو رحمت کے واسطے ۔ نائب نے پائی اس کی حلاوت گناہ میں

شانِ خدا ہے مرتبۂ کبریائے فقر ۔ لاہوت گوشہ گیر ہے اُس کے کلاہ میں

حاضر ہوا جو حضرتِ خادم کے رُوبرو ۔ پہنچا وہ بارگاہِ رسالت[۱] پناہ میں

میں کچھ نہیں ہوں آپ کی صورت کے سامنے ۔ گذرے گی میری عمر اسی رسم و راہ میں

گر اختلاف ہے تو فقط ہے ظہور میں ۔ کیا فرق ہے وجودِ سفید و سیاہ میں

ہے شب میں ماہتاب جو ہے دن میں آفتاب ۔ دیکھو سمجھ کے روشنیِ مہر و ماہ میں

بیشک عزیزؔ کچھ نہیں اللہ کے سوا
گمراہ ہو گیا جو رہا اشتباہ میں

اِن سطورِ بالا سے حضرت عزیزؒ کے حالات، خیالات اور اوقات کا تو ناظرین کو ایک گونہ اندازہ ہو گیا ہوگا اب جو چیز آپ میں اور آپ کے کلام میں نمایاں اور بدرجہ اتم جگمگاتی ہے وہ آپ کی صدیقیت،

---

[۱] اشارہ ہے حضرت عزیزؒ کے اس شعر کی طرف جس میں لکھا ہے :-
وجودِ احمدی ہے مظہرِ حق، چشمِ حق بیں میں ۔ یہی ہے دیکھنا حق کا یہی ہے حق کا دکھلانا

محویت، فنائیت اور شیدائیت ہے جو آپ کو محبت رسولؐ اور صدق پیغمبر سے حاصل ہے اور کیوں یہ خصوصیت حاصل نہ ہوتی جبکہ آپ قلب سلیم لے کر آئے تھے جیساکہ ذیل کے خود نوشتہ بیان سے جو سوانح اسلاف میں آپ نے لکھا ہے ظاہر ہے :-

"لکھنؤ میں میرے پڑھنے کی جگہ اور جناب والد ماجد کے بیٹھنے کی جگہ پاس پاس تھی اور اُن کی صحبت میں ہر قسم کی باتیں تھیں، ایک دن "ہفت بند کاشی[1]" کے اشعار پڑھے گئے، مجھ کو ایسے اچھے معلوم ہوئے کہ کچھ غلط کچھ صحیح گیارہ اشعار اسی طرح کے موزون کئے پھر نہ کہہ سکا، ان شعروں کو چھپائے رکھا" پہلا شوق یہ تھا" چند روز کے بعد ایک غزل پر لکھنؤ کے لوگوں نے بند لگائے، وہ غزل قدسی کے نام سے مشہور ہے، اس کا مطلع ہے ؎

مرحبا سید مکی مدنی العربی　　　دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

میں ان بندوں کو سن کر رہ دیا، اور عم مرحوم منشی احمد علی سے اِن بندوں کو لکھوا لیا "پہلا ذوق" یہ تھا،

---

[1] جناب مولوی خوب علی صاحب علوی مصنف تھے، نعت شریف "ہفت بند کاشی" کے جو مقبول و مشہور تصنیف ہے،

غرض شوق و ذوق بچپن سے تھا یعنی فطری تھا، رہبری ایسے مرد کامل یعنی حضرت مرشد پاک شاہ خادم صفیؒ نے فرمائی اور بقول شخصے "دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر" حضرت پاک نے بھی "پاس انفاس" یعنی ہر سانس میں "صلی اللہ علیک یا محمدؐ" کی تعلیم فرمائی جس پر حضرت عزیزؒ نے استقامت کی، اَلْاِسْتِقَامَتُ فَوْقَ الْکَرَامَتِ مشہور، غرض عشق رسول میں آپ سراپا سمو گئے اور نعت شریف آپ کا "جزو ایمان" ہو گیا، چنانچہ خود فرماتے ہیں :-

در خرابات از غزل خوانی	جوش مستاں فزودہ ام ہمہ عمر
باغ خلد از پئے من است عزیزؔ	مصطفےٰ را ستودہ ام ہمہ عمر

حضرت عزیزؒ کی "علمی استعداد" خود پیدا کردہ اور اس میں اضافہ اور روز افزوں ترقی حضرت عزیزؒ کی ذاتی استقامت محنت و مشقت، فقر و فاقہ، ذوق شوق اور ہمہ وقت ایک ہی لَو یعنی "دل بیار دست بکار" اس پر حضرت شاہ خادم صفیؒ کی شفقت و محبت "سونے میں سہاگا" جیسا کہ حضرت عزیزؒ نے سوانح اسلاف میں خود کہا ہے :-

میں حضرت مرشد پاک کے حضور میں تھا، ایک شخص نے کچھ لکھنے پڑھنے کا ذکر کیا آپ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہمارے یہاں کے عالم کہو تو یہ ہیں اور فاضل کہو تو یہ ہیں اور حضرت عزیزؔ اپنی تصنیف "عقائد العزیز" میں ان الفاظ میں خود بھی فرماتے ہیں۔ کہ "البتہ وہ کرم جو حضرت مرشد پاک نے اپنی طرف سے میرے حال پر فرمایا ہے اس کا شکر گذار ہوں ؎

مستم از بادۂ شبانہ ہنوز ساقی ما نہ رفت خانہ ہنوز

حضرت مرشد پاک کی صورت دل پر منقوش ہے اور جو کچھ میں نے لکھا ہے انھیں کی توجہ باطنی اور القائے روحانی سے لکھا ہے، حضرت مرشد پاک کی مہربانی مثل آفتاب کے روشن ہے اگر نہ ہوتی تو میرا دل ان باتوں کی طرف نہ آتا اور مستقل نہ ہوتا اور منشیان صاحب جاہ کی اولاد میں ہو کر باوجود حروف شناسی عین شباب میں گوشہ گمنامی اور تنگ عیشی قبول نہ کرتا، کمالات فقر نہ سہی بہت سی خرابیوں سے بچا لیا ہے، "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست"

الحمد للہ ان برکات سے جو اوپر لکھے جا چکے ہیں مجھ میں یہ مادہ پیدا

ہوگیا ہے اور سب سے زیادہ حضرت مرشد پاک کی توجہ اور آپ کا ارشاد ہے اور اگر یہ نہ سمجھوں تو بہت لوگ زیادہ زیادہ پڑھے ہوئے ہیں اور ٹھیک بات نہیں کر سکتے"۔

سلسلۂ صفویہ کا مختصر ذکر اب یہاں مختصراً ذکر صفی پور ضروری معلوم ہوا، صفی پور ضلع اناؤ کی ایک تحصیل ہے جو اودھ میں ہے اور قیامگاہ حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ ہے حضرت مخدوم شاہ صفی صاحبؒ حضرت مخدوم شیخ سعدؒ خیرآباد ضلع سیتاپور (اودھ) کے خلیفہ اور شاگرد رشید تھے اور حضرت مخدوم شیخ سعدؒ حضرت مخدوم شاہ میناؒ صاحب لکھنوی کے خلیفہ ارشد ہیں، حضرت پیر و مرشد حضرت عزیزؒ نے "تعلیم المخلفین" اپنی تصنیف میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے واقعات میں پوچھا کہ شیخ سعدؒ کا مرتبہ علم ظاہر میں کیا ہے" آپ نے فرمایا کہ شافعیؒ کے درجے میں ہے، حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی کی تصنیف "مجمع السلوک" ایک مستند اور مشہور کتاب ہے، حضرت مخدوم شاہ صفی محمدیؒ کو حضرت مخدوم شاہ صفیؒ سے فیض باطنی حاصل ہے، اور حضرت مخدوم

شاہ خادم صفی محمدیؒ ہی نے جو حضرت عزیزؒ کے پیر طریقت اور مرشد پاک ہیں، سلسلہ صفویہ کو حضرت مخدوم شاہ صفیؒ کے بعد اُجاگر کیا،

حضرت مخدوم شاہ خادم صفی کے چالیس خلفاء تھے جن میں عین اللہ شاہ معروف بہ خلیل احمد صاحبؒ قبلہ صفی پور میں مخدومی قل ہو اللہ شاہ صاحب بارہ بنکی میں اور مخدومی مراد اللہ شاہ صاحب محمدی ضلع لکھیم پور کھیری میں نامی نامور گذرے ہیں

حضرت عزیزؒ کو گمنامی اور فقر و فاقہ ہی پسند خاطر رہا جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے جس کا ایک بین ثبوت یہ بھی ہے کہ جب تک حضرت شاہ خادم صفیؒ آپ کے مرشد پاک کے خلفاء باقی رہے آپ لوگوں کو اُن کے پاس بھیجتے رہے مگر جب اُن میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا صرف آپ اپنے مرشد پاک کے آخری خلیفہ رہ گئے آپ نے چند لوگوں کو مرید کیا اور وہ بھی بہت ہی رد و قدح اور اصرار سے اور ہمیشہ یہ فرماتے کہ حضرت مرشد پاک کے حکم و تاکید سے کہ سلسلہ منقطع نہ ہو جائے ایسا کرتا ہوں، اسی سبب آپ کی تصانیف کو جتنا

چودھری محمد جان مرحوم و مغفور رئیس سندیلہ، مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا پٹنہ، حاجی مولوی انیس احمد صاحب لاہر پور، ڈاکٹر احسان علی صاحب جمعدار میجر نولکشور پریس لکھنؤ، مطبع دریائے لطافت کانپور وغیرہم اور دیگر حضرات سخن سنج سخن فہم قدر دان، قدر شناس نے انھیں باعث برکت اور اپنی سعادت سمجھ کر طبع کرایا اور حضرت عزیزؔ شائقین اور زائرین جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے یہ کتابیں انھیں مفت دیتے، غرض کوئی باقاعدہ انتظام ان کی اشاعت کا نہ تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر تصانیف کے مطبوعہ نسخے ختم ہو گئے اور اب دستیاب نہیں، اسی خیال سے اس غلام کمین کو کہ یہ بھی حضرت پیر و مرشد کی نظر سراپا اثر کا منت گذار ہے اور آپ کے جود و عطا کا امیدوار بقولہٖ ؎

حلقۂ آسا بر آستانہ او | سر نہادیم و پائے بشکنیم

در رہ خاک آن حریم عزیزؔ | پستیٔ ما ببیں اگر بستیم

اور حضرت پیر و مرشد کی خدمت بابرکت میں چند سال حضور کی کفش برداری کی سعادت حاصل ہونے سے اس آرزو اور تمنا کے تحت بقولہٖ ؎

نہ کرم شفاعتم کن کہ بنیاد ستے از من | نہ قیام نے قعودے نہ رکوعے نے سجودے

دل دردمند دارم ہمہ محو این تمنا | کہ کمال بے نیازی بغم تو در نمودے

یہ خیال گذرا کہ کم سے کم حضرت پیر و مرشد کے اردو فارسی دواوین کا جو معرفت سے بھرے ہیں انتخاب کلام ہی سرِ دست کہ اس زمانہ میں لوگ اس طرف سے بالکل غافل ہو گئے ہیں ان تک پہنچا دیا جائے چنانچہ آپ کے اردو کلام کے انتخاب مسمّٰی بہ "عرفانِ عزیز" کا دوسرا اڈیشن پیشِ ناظرین ہے، آپ کے محاسن کلام کے متعلق تو ایک پختہ کار ادیب اور منجھا ہوا نقاد ہی کچھ کہہ سکتا ہے، میں اپنے عزیز مکرم ڈاکٹر محمد ابو اللیث صاحب پی ایچ ڈی استاد مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے مندرجۂ ذیل چند سطور پر جو پہلے اڈیشن کے دیباچہ میں آپ نے لکھے ہیں اکتفا کرتا ہوں، لکھتے ہیں :-

"حضرت کو تصنع اور نمود سے نفرت تھی اور یہ لازمۂ فقیری ہے چنانچہ اس عہد کے لکھنؤ میں رہ کر جو واجد علی شاہ کا رنگیلا عہد کہلاتا ہے اور جو برق اور ہجر کے معاصرین کا دور تھا، حضرت عزیزؔ نے "خاص لکھنوی" رنگ قبول نہ کیا، رعایتِ لفظی کا شوق جو اس عہد میں دیوانگی کی حد تک پہنچ گیا تھا اُن کے یہاں بالکل نہیں ہے نہ محاورہ بندی، تشبیہ و استعارہ اور کنایہ میں زورِ بیان صرف ہوا ہے، بلکہ صاف صاف دل کی کیفیات ہیں جن کو شعر کے پردے میں ظاہر فرمایا ہے، ہاں لکھنوی زبان بیشک "کوثر و تسنیم"

ہیں ڈھلی ہوئی ملتی ہے، بحریں شگفتہ، زبان آسان اور جذبات "تہ دار" ہیں، اس لئے بلاشبہ ان کی شاعری میں جا بجا وہ تیز نشتر ملتے ہیں جن کی تلاش ارباب بصیرت کو استادوں کے کلام میں ہوتی ہے۔"

ملاحظہ ہو نمونۂ کلام اردو حضرت عزیز رحمۃ اللہ علیہ :-

اب مجھکو اس کی دوری ہرگز نہیں گوارا
اے باد صبح گاہی جا عرض کر خدارا

بسمل کیا نظر نے بازاغ کے اثر نے
اس چشم عشوہ گر نے جادو سے مجھکو مارا

بیتاب ہے رہتے ہر غم کو سہتے سہتے
منت سے کہتے کہتے مجبور ہو کے ہارا

تجھ سا حسین زیبا ہرگز کہیں نہ ہوگا
سب خوبیوں میں یکتا دونوں جہاں میں پیارا

جاتی رہے ضلالت کیونکر نہ ہو یہ حالت
اے خاتم الرسالت ہم تیرے تو ہمارا

تو شان کبریا ہے تو مظہر خدا ہے
جس نے تجھے پکارا اللہ کو پکارا

حال عزیز شیدا اُن لے کرم سے فشاہا
باقی نہیں کسی کا تیرے سوا سہارا

وہاں کے اسرار کس سے پوچھوں نسیم تو بھی نہیں گئی ہے
عجب حرم ہے مقام احمدؐ کہ گل کی بھی بو نہیں گئی ہے

شعاع شکل زماں ہے لیکن یہ بات اس سے کہاں ہے ممکن
کرے گی کس منہ سے وصف احمدؐ کہ رہ پر وہ بھی نہیں گئی ہے

گیا ہے دم بھر جو اُن کے در پر پھر اس کی طینت سے زندگی بھر
وہاں کی بو بھی نہیں گئی ہے وہاں کی خو بھی نہیں گئی ہے

جو دورِ احمدؐ میں میکدہ ہے، ہے آفتابی "بلے" کی اُس میں
وہاں سبو بھی نہیں گیا ہے مئے سبو بھی نہیں گئی ہے

نہیں وہ ہرگز عوض کے طالب نگاہِ رحمت ہے سب کی جانب
وہ آنکھ انداز دشمنی سے سوئے عدو بھی نہیں گئی ہے

وہ اپنی عصمت سے جس کو چاہیں تمام عیبوں سے پاک کر دیں
صبا نہایت ہے پاک دامن پر اُن کو چھو بھی نہیں گئی ہے

عزیزؔ دیکھے تو کیسے دیکھے نگاہ اُن کی تجلیوں کو
وہ جلوہ فرما ہیں شش جہت میں یہ چار سو بھی نہیں گئی ہے

اشکوں کو جو تاب دی گئی ہے
سب مثلِ شہاب دی گئی ہے

یہ عمرِ رواں حباب آسا
اک نقش بر آب دی گئی ہے

ہر پردۂ دل میں ایک آواز
بے چنگ و رباب دی گئی ہے

بریاں ہے جو دل تو داغِ دل کو
خوشبوئے کباب دی گئی ہے

کرتے ہیں جمال کی تلاوت
ہم کو یہ کتاب دی گئی ہے

ہر بات تو اُن کی پی گئے ہم
کیا لب لباب دی گئی ہے

غالب ہے بلاؤں میں گرفتار
یہ جان عذاب دی گئی ہے

کر شکر عزیزؔ شکر پر شکر
گر چشم پُر آب دی گئی ہے

دھوکا ہے جہاں عزیزؔ اسی سے
تشبیہ سراب دی گئی ہے

کوئی دیکھے اُن کے آگے اضطرابِ آئینہ
پانی پانی ہو کے بہ جاتا ہے آبِ آئینہ

عکسِ حسنِ مستِ احمدؐ نے بنایا میکدہ
اب ہے آبِ آئینہ گویا شرابِ آئینہ

اُن کے رُخ کی آبرو سے پاکدامن ہو گیا · پاک ہے تر دامنی سے اب احساب آئینہ
مردمک ہے آئینہ اور نورِ احمدؐ آفتاب · دیکھ اے صاحب نظر یہ آفتاب آئینہ
آنکھ سے کیونکر چھپے جب انکی صورت دل میں ہے · آئینہ ہرگز نہیں ہوتا حجاب آئینہ
آئینہ عاشق ہوا ہے اُن کی صورت دیکھ کر · منتخب ہے سب جہاں میں انتخاب آئینہ

وہ جو دیکھیں آئینہ ہو جائے یہ نقشہ عزیز
ہو کتاب اللہ پر صادق کتاب آئینہ

سجدۂ احمدؐ مختار کروں یا نہ کروں · مذہب عشق سے انکار کروں یا نہ کروں
آج تک اُن کی حقیقت سے خبردار نہیں · شیخ کو محرم اسرار کروں یا نہ کروں
اُن کی فرقت میں جو رہتا ہوں تو روکو مجکو · کچھ دوائے دل بیمار کروں یا نہ کروں
قاب قوسین سے جاہل ہے کہوں یا نہ کہوں · واعظِ شہر کو ہشیار کروں یا نہ کروں
اپنے بندوں کو وہ آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں · پارساؤں کو خبردار کروں یا نہ کروں
یا نبی کہنے سے کرتا ہے غضب زاہد خشک · ایسے اسلام سے میں عار کروں یا نہ کروں
ان کی تصویر دکھاؤں کہ چھپائے رکھوں · سب کو دیوانۂ دیدار کروں یا نہ کروں
جو احد ہے وہی احمدؐ ہے یہی ہے ایماں · کھل کے اس بات پر اقرار کروں یا نہ کروں

تابِ نالہ اُنھیں رحمت سے نہ آئے گی عزیز
جا کے میں خواب سے بیدار کروں یا نہ کروں

عرفان عزیز میں آپکے دواوین اردو "نظم دلفریب"[ع۱]، "نور ولایت"[ع۲]، "طور تجلی"[ع۳] "ختم فکر اردو"[ع۴] اور مجموعہ "ختم فکر"[ع۵] میں سے ۱۲۴ غزلیں منتخب شدہ یکجا کردی گئی ہیں تاکہ شائقین آپکے کلام سے بہرہ اندوز ہوں، اس لئے کہ اب دواوین بھی آپکے کمیاب بلکہ نایاب۔

ہیں، نمونہ کلام بالا سے ناظرین کو اتنا اندازہ اور ہوا ہوگا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ غزلوں میں تسلسل خیال نہیں ہوتا مگر حضرت عزیزؒ کا کلام اس سے پاک ہے، ایک ہی مرکزی خیال پوری پوری غزلوں میں آشکار ہے، پھر وحدت کی شان اور صدیقیت کی آن روبہ کار ہے اور اسی کے ساتھ انوکھے قافیہ لائے ہیں جنھیں اپنا لیا ہے اور یہ قادرالکلامی کی دلیل ہے

جناب پیر و مرشد حضرت محمد عزیز اللہ شاہ عزیزؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری عمر اس طور پر "صدق پیغمبر" اور نعت رسولؐ میں گذاری جیسا کہ حالات بالا سے ظاہر ہے، خود ہی فرماتے ہیں :-

حق پرستی کے بھی ہیں دو نشان ۔ سنئے کچھ ذکر صنم یا دیکھئے

اور اپنے محویت کے عالم کا یوں اظہار فرماتے ہیں :-

عزیزؔ اس پارسائی پر بہار مے پرستی ہیں ۔ تکلف دور ہو جاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

اور یہی نہیں بلکہ یوں سعادت آخرت پر داعی اور لبیک ہیں، فرماتے ہیں :

پھر تو ہو جائیگی قربان اجل مجھ پہ عزیزؔ ۔ وہ دم نزع اگر میرے سرہانے آئے

حضرت عزیزؒ نے ۸۸ سال کی عمر میں ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۸ء ۱۳ محرم الحرام بروز دوشنبہ اس جسد عنصری کو چھوڑا اور ہم سے مفارقت ظاہر فرمائی

آپ پر جو اکرام مصطفویؐ ہے وہ آپ کے کلام سے اور آپ کے تصوفانہ زندگی سے ظاہر ہے، آپ نے "قطب از جانمی جنبد" کا سچا نمونہ پیش کر دیا، تمام عمر "صفی پور" ہی رہے اور اب بھی اپنے مرشد پاک حضرت شاہ خادم صفی محمدیؒ کی درگاہ میں حضرت صاحب کے قبۂ مبارک کے متصل آرام پذیر اور زیارتگاہ متوسلین معتقدین، زائرین اور مریدین ہیں، غرض آپ امیروں میں پیدا ہوئے، فقیروں میں پلے اور شاہوں میں گذرے یعنی محمد عزیز اللہؒ شاہ مشہور ہوئے، اور وہ نعمت لازوال آپ کو حاصل ہوئی جو ہمیشہ کشتگان تسلیم و رضا کو سیراب کرتی رہیگی، اس مرتب ہیچمدان کا یہ حال ہے بقولہ :-

من و پیشانی و این آستانہ   بجز خاک درت جائے ندارم

اور اسی سے اپنی بے مائگی اور کوتاہیوں پر نظر رکھتے ہوئے ناظرین اور شائقین کلام سے یہ استدعا اور التجا ہے کہ اس کلام حق آگاہ سے لطف اندوز اور بہرہ مند ہو کر اپنی دعاؤں میں مجھے بھی یاد رکھیں کہ میری باعث نجات ہو،

یہاں اتنا لکھ دینا ضروری سمجھا کہ حضرتؒ صاحب آپ کے مرشد

پاکؒ ہمیشہ آپ کو "منشی جی" ہی فرماتے رہے اور اپنے تمامی خلفاء سے آپ کو زیادہ تر عزیز رکھا تا آنکہ حضرت صاحبؒ کا جو سالانہ عرس ۱۲ رجب کو بڑے تزک و احتشام سے ہر سال کیا جاتا ہے جس میں آپکے خلفا کے ہر گروہ کے زائرین دور دور سے آکر جمع ہوتے ہیں اُسی کے ساتھ ۱۴ رجب کو آپکے عرس کے سلسلے ہی میں حضرت پیر و مرشد محمد عزیز اللہ شاہ معروف بہ منشی ولایت علی خان صاحب قبلہ کا بھی عرس کہ جو بنا بریں "منشی جی قبلہ" کے نام نامی سے اس جوار میں زبان زد خلائق ہیں اسی درگاہ کے اندر حضرت صاحبؒ یعنی حضرت مخدوم شاہ خادم صفیؒ کے روضہ پرنور کے سامنے جہاں حضرت صاحبؒ کا قل شریف ہوتا ہے کر دیا جاتا ہے۔

اتنا اضافہ کئے بغیر یہ دیباچہ تشنہ رہ جائیگا کہ ہمارے مخدوم محترم و مکرم جناب مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی اڈیٹر ذوالقرنین بدایوں نے "عرفان عزیز" میں جو "لفظ آخر" کے عنوان سے تقریظ لکھی ہے اس میں ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عزیزؒ کا فارسی کلام آپکے اس اردو کے کلام سے ارفع و اعلیٰ ہے اور اس ہیچمدان مرتب کی جانب سے ان

سطور ذیل میں معذوری پیش کی ہے،

"مرتب نے عوام کے رجحان کو دیکھتے ہوئے سردست اردو کلام عزیز کو ہاتھ لگایا ہے اگرچہ اردو سے زیادہ حضرت عزیز کا فارسی کلام مستحق تھا کہ اس کا انتخاب پیش کیا جاتا، شاید انھوں نے حضرت عزیز کی اس پیشینگوئی کو کہ "دیوان عزیز است کتاب دریا" مد نظر رکھ کر فارسی دیوان کے انتخاب کے ارادہ کو آیندہ کے لئے ملتوی رکھا ہے، "کُلُّ اَمرٍ مَرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا" بالکل صحیح ہے یہ بھی ہوا وہ بھی ہو کر رہیگا"

میں محترمی نظامی صاحب قبلہ کا تہ دل سے شکر گذار ہوں، انتخاب کلام فارسی حضرت عزیز رحمۃ اللہ علیہ، مسمی بہ "ثمرۂ آخرت" کا مسودہ میں نے بہ تعارف یعنی مقدمہ انتخاب جو قابل پسند ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ تیار کرلیا ہے اور جسے عنقریب طباعت اور اشاعت کیلئے مطابع کو بھیجا جا رہا ہے، تاخیر کی وجہ جہاں میری سرکاری کاموں میں مشغولیت و مصروفیت ہے وہاں "کمیابی بلکہ نایابی" معقول کاتب بھی ہے جس کی بجد تلاش و جستجو ہے۔ جو اللہ کو منظور ہے اور یہ سعادت میرے حصہ میں مقدر رہے تو ضرور بہت جلد انتخاب کلام فارسی بھی پیش ناظرین کیا جائیگا، انشاء اللہ تعالےٰ

دعا کا طالب
محمد خصلت حسین صابری
٢ ستمبر ١٩٤٦ء علی گڈھ

هو العزیز

عرفانِ عزیز

خود واجب مطلق ہی جو امکان میں آیا
فی انفسکم دیکھ لو قرآن میں آیا

قاتل وہی مقتول وہی دار وہی ہے
منصور بنا قتل کے میدان میں آیا

اپنی ہی محبت میں دکھائے یہ کرشمے
ہر رنگ میں ہر شکل میں ہر شان میں آیا

ہے آپ سبو آپ ہی موجود ہے بیشک
خود جلوہ کیا جسم میں اور جان میں آیا

آئینہ عزیز اپنے تماشے کو بنا آپ
خود بن کے نگہ دید کو اعیان میں آیا

کسی سے کام نہ نکلا تری خدائی کا
ظہور ہم سے ہوا شانِ کبریائی کا

لہ مرزا غالب نے اسی مضمون کو یوں لکھا ہے :-
دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خودبیں

ہمارے ہونے سے ظاہر ہوا ترا ہونا
وگرنہ ذکر نہ تھا کچھ بھی خودنمائی کا
نہ کام ہے ارنی سے نہ لن ترانی سے
نہ فکر وصل کی مجھ کو نہ غم جدائی کا
شراب عشق نے بیہوش کر دیا ایسا
کہ بیدلی نے کیا کام دلربائی کا
عزیز اپنی محبت میں آپ مرجانا
یہی ہے نکتہ حقیقت میں آشنائی کا

بن کے موسیٰ کبھی خود طالب دیدار ہوا
خود کبھی طور کبھی نور کبھی نار ہوا
کبھی یعقوب بنا کلبۂ احزاں میں رہا
ہو کے یوسف کبھی زنداں میں گرفتار ہوا
آپ ہی بن کے خلیل آتش سوزاں میں گیا
آپ سرسبز ہوا آپ ہی گلزار ہوا
جب وہی اول و آخر ہے تو پھر کون ہیں ہم
حق کہا دار پہ منصور نے سر دار ہوا
نور احمدؐ کی حقیقت ہے یہ جو کچھ ہے عزیز
حق کو منظور اسی شکل میں اظہار ہوا

دیکھ لو مری صورت جلوہ ہے خدائی کا
ہے یہی حقیقت میں بھید مصطفائی کا
کر دیا خراباتی ساقیا مجھے تو نے
مٹ گیا مرے دل سے نقش پارسائی کا
وصل عین دوری ہے بیخودی ضروری ہے
کچھ بھی کہہ نہیں سکتا ماجرا جدائی کا
رنگ زرد ہوتا ہے دل میں درد ہوتا ہے
جب زباں پہ آتا ہے ذکر آشنائی کا

اے عزیزؔ یہ باتیں، یہ فریب کی گھاتیں
کس سے تم نے سیکھا ہے ڈھنگ دلربائی کا

جس نے دیکھا تری آنکھوں کو وہ بیمار ہوا — محو دیدار ہوا
ایک عالم اسی جادو میں گرفتار ہوا — فتنہ بیدار ہوا
سارے عالم میں تو ہی تو ہی کوئی اور نہیں — حاجتِ غور نہیں
جو طلب گار ہوا دل سے خبردار ہوا — عاشقِ زار ہوا
کیا کیا تم نے جو مشتاق ہیں ہر دم آنکھیں — کہ وہ صورت دیکھیں
مثل ناسور کے یہ دیدۂ خونبار ہوا — طرفہ آزار ہوا
ہم تو پہچان چکے مرشد برحق تجھ کو — اب جو ہونا ہو سو ہو
شکلِ احمدؐ میں ترا نور نمودار ہوا — محو اظہار ہوا
جب سے مونس ہی عزیزؔ اس گل رعنا کا خیال — شاہ خادم کا جمال
آنکھیں بینا ہوئیں دل محرم اسرار ہوا — خود میں دلدار ہوا

مجھ کو اس بُت نے محوِ ناز کیا — کس قدر حق سے بے نیاز کیا
کر دیا اُس کے عشق نے کافر — ہم نے ہر چند احتراز کیا
رات دن اُس کے سجدۂ در نے — ہر نمازی کو بے نماز کیا

مرحبا عشق تیری سختی نے عمر کوتاہ کو دراز کیا
مجھ سے ناچیز کو عزیز اُس نے
اپنی رحمت سے پاکباز کیا

کس قدر محو تماشا ہو گیا — اس کی صورت میں سراپا ہو گیا
حق سمجھ کر پوجتا ہوں بت کو میں — کعبۂ دل اب کلیسا ہو گیا
دیکھتا ہوں یار کو ہر شکل میں — دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
جب سے دیکھا اُن کو آنکھیں کھل گئیں — دیدۂ بے نور بینا ہو گیا
اب نہیں قابو میں آتا دل عزیز
مبتلا خادم صفی کا ہو گیا

ترے عشق میں اے بتِ ماہ لقا مجھے کچھ بھی خیالِ خدا نہ رہا
مرے حق میں حرم درِ دیر ہوا کوئی اور مقامِ دعا نہ رہا
تری شکل ہے آنکھوں میں آٹھ پہر ترا حسن و جمال ہے پیشِ نظر
میں جدا بھی ہوا کبھی تجھ سے اگر تو خیال سے تیرے جدا نہ رہا
مرے دیدۂ تر میں وہ نور نہیں دلِ خستہ کو میل سرور نہیں
غمِ ہجر سے جان صبور نہیں کرو لطف کہ وقت جفا نہ رہا

نہ خیالِ وجود نہ فکرِ عدم، نہ ملال عتاب نہ رنجِ ستم
نہ پری سے غرض ہے نہ حور کا غم مرے دل میں کچھ اس کے سوا نہ رہا
مجھے یار نے جب سے عزیز کیا، مرے دل کو عشق کا غم دیا
کیا ایک نگاہِ کرم سے غنی، کسی بات کا مجھ کو گلا نہ رہا

ہر زباں پر ہے فسانہ یار کا — ہو گیا ہے اک زمانہ یار کا
کافر و مومن کو کر دیتا ہے مست — کیا قیامت ہے ترانہ یار کا
داغ پر شیدا ہوں عاشق در و پر — دل ہوا جب سے نشانہ یار کا
دورِ احمدؐ ہے تجلی مفت ہے — اب نہیں چلتا بہانہ یار کا

ہے یہی دیر اور یہی کعبہ عزیز
سر ہے اب اور آستانہ یار کا

دل اُس چشمِ بیمار کا ہو رہا — شب و روز دیدار کا ہو رہا
اُن آنکھوں سے آنکھیں ہماری لڑیں — جگر جن کے اک وار کا ہو رہا
کوئی ہجر[1] دلدار کیوں کر کہے — کہا جس نے وہ دار کا ہو رہا

---

[1] غالب نے بھی کہا ہے :۔
کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے — پردہ چھوڑا ہے وہ اس نے کہ اُٹھائے نہ بنے

رہا عمر بھر عشق سے بیخبر — جو تسبیح و زنار کا ہو رہا

وہی سب جگہ جلوہ گر ہے عزیز

جو سمجھا در یار کا ہو رہا

اب تو میرے دل میں تو ہی رہ گیا — ساتھ ہر مشکل میں تو ہی رہ گیا

کس کو ڈھونڈے خاک بیزی کیوں کرے — جس کے آب و گِل میں تو ہی رہ گیا

سب اسیرانِ بلا چھوٹے دلا — خنجرِ قاتل میں تو ہی رہ گیا

کیونکر آنکھیں بند ہو حیران ہے — دیدۂ بسمل میں تو ہی رہ گیا

چلنے والے یار تک پہنچے عزیز

آہ اس منزل میں تو ہی رہ گیا

جہاں میں جبکہ وہ محبوب لامکاں آیا — تو رشکِ طور ہوا وہ مکاں جہاں آیا

اسی کے آنے سے جسموں میں آئیں سب روحیں — جلو میں اسکے رواں ہو کے کارواں آیا

عدم جلال ہے اسکا تو ہی وجود جمال — کہاں سے چل کے وہ نور قدم کہاں آیا

نہیں سمجھتے ہیں عارف خدا سے اسکو جدا — وہی خراب ہوا جس کو یہ گماں آیا

اگر دنیٰ فتدلّٰی سنا نہ ہو سن لے

عزیز جا کے وہاں پھر وہ ناگہاں آیا

نورِ مطلق اپنی ذاتِ پاک پر شیدا ہوا — کُن کہا احمدؐ بنا اللہ کیا تھا کیا ہوا
اُس کے در پر میں نے سر رکھا تو بے پروا ہوا — گرچہ زاہد نے بُرا جانا مگر اچھا ہوا
جب وہ اصلِ ہستی اس صورت سے ظاہر ہو گیا — روحِ آدم میں تجلّی کر کے بے ہمتا ہوا
سب طفیلِ مصطفےٰؐ ہیں اوّلین و آخرین — سرِ پنہاں سب اسی کی ذات سے پیدا ہوا

وہ جمالِ پاک ہے عینِ حقیقت سے عزیزؔ
حضرتِ خادم کی صورت میں مرا دیکھا ہوا

شورِ ظہور اسی نے اُٹھایا ہے عشق سے — پنہاں احد کی ذات میں احمدؐ کا میم تھا
نورِ محمدی کی تجلّی تھی ہر طرف — جس دم نہ تھا کلیم نہ طورِ کلیم تھا
سب انبیا تھے اس کی توجہ سے مستفیض — سب میں اسی کی ذات سے فیضِ عمیم تھا
پوچھو یمن کی غالیہ سائی ادیس سے — وہ جسمِ پاک رائحہ بخشِ نسیم تھا

اُس کے کرم نے خوب بچایا عزیزؔ کو
بخشا گیا اگرچہ نہایت اثیم تھا

نورِ خدا جلوہ نما ہو گیا — فرشِ زمیں عرشِ عُلا ہو گیا
سونگھ کر اُس کاکلِ شبرنگ کو — مشکِ ختن غالیہ سا ہو گیا
جس نے سُنا اس کے دہن کا کلام — اُس نے جو کچھ منہ سے کہا ہو گیا

ختم رسل بن کے وہ روزِ ازل حسن بنا ہوش رُبا ہو گیا
عشق ہمیشہ کے اثر سے عزیزؔ
ہمدمِ اربابِ صفا ہو گیا

جو بے نقاب وہ تُرکِ خجستہ خو آیا تو صاف آئینۂ غیب رو برو آیا
محمدؐ آئے تو اللہ کو بکو آیا بڑھا یہ نورِ تجلّی کہ چار سو آیا
دہن ہے غنچہ نورُخ گل ہی آنکھ نرگس ہے عجب بہار سے وہ عین رنگ و بو آیا
جب آئے وہ تو صبائے شگفتہ ہو کے کہا ازل سے مجھ کو ہی جس گل کی جستجو آیا
عزیزؔ عرض کر اسکی جنابِ اقدس میں
بڑے نصیب ہمارے کہ ہم میں تو آیا

تری ایک ترچھی نگاہ نے مرے دل سے پردہ اُٹھا دیا
جو کرشمہ پیشِ نظر نہ تھا، مجھے ایک پل میں دکھا دیا
تری شان کا ہیں نشان ہوں، مجھے عشق نے یہ پتہ دیا
کھُلی آنکھ سے تجھے دیکھنا مرے دل نے مجھ کو بتا دیا
مجھے اپنے دل پہ نظر نہ تھی، کبھی اس صدا کی خبر نہ تھی
جرسِ اَلَستُ بِرَبِّکُم جو سُنا نہ تھا وہ سُنا دیا

تری شکل آنکھوں میں رہ گئی نہ ہوا رہی نہ ہوس رہی
وہ جو نقشِ خواب و خیال تھا مرے دل سے تو نے مٹا دیا
تو ہی تو ہے میری نگاہ میں، تو ہی مہر میں تو ہی ماہ میں
یہ اثر ہے تیرے کمال کا، جو عزیز کر کے سوجھا دیا

بلا کے بات بھی کی اور مسکرا بھی دیا
کیا شہید بھی قاتل نے خونبہا بھی دیا
گیا جو نامہ بر آیا بہت سراسیمہ
کہا کہ چاک کیا خط کو اور جلا بھی دیا
سنبھلنے حضرت موسیٰ مگر ستم یہ ہوا
دکھا کے جلوۂ دیدار کچھ سنا بھی دیا
میں وہ چراغ ہوں جسکو فروغ ہستی نے
قریب صبح کیا روشن اور بجھا بھی دیا
عزیز اس کے کرم پر فدا نہ ہوں کیونکر
کہ عشق دے کے مجھے عشق کا مزا بھی دیا

کرے آسان ہر مشکل کو اسکی رحمت باری
ترا دست دعا حامی ہو جسکی پا فشاری کا
پھروں میں کس طرح اندوہ مند اس آستانے سے
کہ ہے آفاق میں شہرہ تری حاجت برآری کا
حیا سے سرفگندہ ہوں ادب سے بستہ نست ہوں
فسانہ کیا سناؤں تجھکو اپنی شرمساری کا
بنایا صنعتِ کامل سے تجھکو آئینہ رحمت
بنہ مجھ کو ملا اللہ کی آمرزگاری کا
عزیز ناتواں کی دونوں عالم میں خبر لینا
کہ واجب ہے کریموں پر بجا لینا ذراری کا

محمد سے جدا ہو کر خدا کو کس نے پہچانا
بیاں کر مجھ سے اے زاہد اگر جانا تو کیا جانا

جو صورت مصطفیٰ کی ہے یہی صورت خدا کی ہے
یہی ہے بھید وحدت کا سمجھ لے اسکو اے دانا

وہ جو احمد ہی ہے مظہر حق چشم حق بیں میں
یہی ہے دیکھنا حق کا یہی ہے حق کا دکھلانا

اسی صورت میں ظاہر کی خدائی اپنی خالق نے
محمد گر نہ ہوتے کس طرح ہوتا یہاں آنا

عزیز اس فکر سے غافل نہ رہنا جب تلک دم ہے
اگر ہے یاد تجھ کو مرشد برحق کا فرمانا

وہ پلاتے اک پیالہ تو لحد سے مست اٹھتا
دل پر سرور ہوتا سر پر خمار ہوتا

کہیں دیکھتا جو زاہد تری رحمت کو مجھ پر
تو اس آرزو میں مرتا کہ سیاہ کار ہوتا

شش و پنج میں نہ رکھتی مجھے گردش سپنجی
وہ یگانۂ دو عالم جو کبھی دوچار ہوتا

یہ مری سیاہ روئی مجھے روسپید کرتی
جو وہ طرۂ معنبر کبھی مشکبار ہوتا

جو وہ پوچھتے کرم سے کہ عزیز تو کہاں تھا
میں خوشی سے پھول جاتا غم دل ہزار ہوتا

حلق پر خنجر چلا اور پھر ستم رہا
جان دینے پر بھی اس کا غم رہا

ہم نے اک عالم کو چھوڑا عشق میں
لیکن ان کا اور ہی عالم رہا

جان دی ہی میں نے تو پائی مر کے جان
دم میں جب تک دم رہا بیدم رہا

کعبہ کیسا سجدہ کیا کیسی نماز
عمر بھر سر اُن کے در پر خم رہا

ناتوانی سے نہیں اُٹھتے ہیں پاؤں
دستگیری کر کرم سے ہمدما

کون جانے حال اُس محبوب کا
خلوتِ ادنیٰ میں جو محرم رہا

پیری آئی جاگ توبہ کر عزیزؔ
اب تو جینے کا زمانہ کم رہا

آئی خزاں وہ جوشِ بہاراں نہیں رہا
وہ گُل ہوا ہوئے وہ گلستاں نہیں رہا

ہر سو ہجوم زاغ و زغن ہر چمن میں ہے
گلشن میں کوئی مرغِ خوش الحاں نہیں رہا

ناقہ کہاں ہے لیلیٰ محمل نشیں کہاں
مجنوں نہیں رہا وہ بیاباں نہیں رہا

آیا ہے انقلاب جہاں میں تو سہل ہے
مشکل جو ہے تو یہ ہے کہ ایماں نہیں رہا

کیا وقت آگیا ہے کہ اللہ کی پناہ
کوئی بھی غمگسار مسلماں نہیں رہا

اللہ کے غضب سے ہے لبریز سب زمیں
محفوظ قہر سے کوئی انساں نہیں رہا

جینے میں کچھ مزہ نہیں مرنے میں چین ہے
اب تو عزیزؔ ہم کو غمِ جاں نہیں رہا

کافر ہوا میں عشق میں ایماں نہیں رہا
آزاد ہو کے میں وہ مسلماں نہیں رہا

میں اے خدا پرست! احمد پرست ہوں
سمجھوں میں اُن کو غیر یہ امکاں نہیں رہا

پوچھو جو مجھ سے تم نہ رہا مجھکو خوف حشر
کہہ دوں میں صاف صاف کہ ہاں ہاں نہیں رہا

بے چین کر دیا ہے محبت کے درد نے
ہیں اے طبیب قابل درماں نہیں رہا

احمدؐ کی آرزو میں فنا ہو گیا عزیز
اچھا ہوا ابلاکش حرماں نہیں ہوا

خادم صفی کے عشق نے مجکو جلا دیا
جب جل کے مر گیا تو دوبارہ جلا دیا

اپنے گلے کے لحن سے نے کو گلا دیا
ہر استخواں کو مغز کی صورت گلا دیا

کہکر الست مست کیا اک نگاہ سے
جام مے مغانہ کرم سے پلا دیا

ان کا جمال کیا ہے محرک ہے شوق کا
جب آئے دل میں آتے ہی دل کو ہلا دیا

گھبرا یہ بیخودی نے کہ گم کر دیا مجھے
لکھی جو میں نے اُن کی ثنا یہ صلا دیا

رنگیں اداؤں سے دکھائی بہار ناز
جب مسکرائے غنچۂ دل کو کھلا دیا

کس میں ہے یہ کرامت معجز نما عزیز
تر دامنی کے ساتھ خدا سے ملا دیا

عرش پر حق نے بلایا سب سے اونچا کر دیا
عالم بالا سے احمدؐ کو دو بالا کر دیا

اپنی ذات پاک کا مظہر بنایا آپ کو
عالم ایجاد پیش چشم بینا کر دیا

کر دیا پس رو نبی ہو یا ولی کوئی بھی ہو
پیشرو سب کا کیا اور سبکو ان کا کر دیا

آپ سچے اور سچے اُن کی امت کے ولی
ہو گیا فوراً وہی جو کہہ دیا یا کر دیا
ظاہر و باطن کی راہ راست دکھلائیں ہیں
اور کلام پاک حق کے پاس سے لا کر دیا
کنز مخفی نے کیا کن کہہ کے انکو جلوہ ساں
اور اُن کے نور سے سب کچھ ہویدا کر دیا

زندہ کر دیں جس دل مردہ کو چاہیں اے عزیز
ہر ولی کو آپ نے رشک مسیحا کر دیا

میں ابتدا میں رہا اکیلا
ظہور کا ہے یہ سب جھمیلا
چمن میں پھیلی ہے میری خوشبو
کہیں چنبیلی کہیں ہے بیلا
کہیں تو افسر ہے میرے سر پر
کہیں پڑا ہے گلے میں سیلا
ہر ایک گھر میں مرا ہے جمگھٹ
ہر اک گلی میں مرا ہے میلا
کہیں گدا ہوں کہیں تو انگر
کہیں ہوں آقا کہیں ہوں چیلا
مرا ٹھکانا ہے وہ ٹھکانا
جہاں ہے سارے جہاں کا ریلا

عزیز میں کیا ہوں اک تماشا
جو کھیل چاہا وہ میں نے کھیلا

عمر برباد نہ کی عشق سے کچھ کر رکھا
خاک ہونے پہ بھی سر تیرے ہی در پر رکھا
اُن کے در پر یہی انداز مقرر رکھا
سر کو سجدہ سے اُٹھایا تو مکرر رکھا

دلکشی اس قدمِ پاک کی کس خاک میں ہے
پہلے یہ دیکھ لیا ہم نے جہاں سر رکھا

دل لیا جان بھی لی پھر کہیں جانے نہ دیا
اپنی صحبت میں بلا کر جسے دم بھر رکھا

بحرِ وحدت میں ہوئے آدمِ خاکی جو رواں
کشتیٔ عشق میں عرفان سے لنگر رکھا

ساقیا دیکھ مرے ظرف کو اور پینے کو
خم کیا خم کو اگر ہاتھ سے ساغر رکھا

کیا ہے اس جام کی لذت جو پئے وہ جانے
جس کو موعود نبی نے لبِ کوثر رکھا

تیری صورت نے سویدا کی سیاہی کھوئی
دل میں آ آ کے مرے دل کو منور رکھا

آپ ہی دل میں رہا کچھ نہ رہا دیکھ عزیز
آج تک لطف سے اُس نے مجھے کیونکر رکھا

کلامِ پاک شاہد ہے محمدؐ کی نبوت کا
عدو ہے حق ہے جو منکر ہو احمدؐ کی رسالت کا

وہ عبدیت جو اپنی عبدہٗ کہنے سے ظاہر ہے
کیا ان کے سوا کس نے ادا حق اس عبادت کا

جو انگشتِ شہادت تر کرے نامِ نبی لے کر
وہ اشکِ خون سے کھولے ماجرا اپنی شہادت کا

جو اُن کا ہو رہے ہو جائیں وہ اُسکے بلا شبہ
زمیں سے آسماں تک غلغلہ ہے اُنکی رحمت کا

جو نابینا ہو اُسکو چاہیئے کانوں سے سُن لینا
فترضیٰ سے عیاں ہے مرتبہ اُنکی شفاعت کا

وعیدِ حق وَاَعتدنا لھُم حق ہے نہ ہو غافل
خدا نے حکم فرمایا ہے حضرت کی اطاعت کا

نظر گر ہے تو اُن پر ہے نظارہ ہے تو اُنکا ہے
عزیز آنکھوں میں مثلِ آئینہ ہے اُنکی محبت کا

شگفتہ ہی بہاروں سی یہ گلزار جہاں کیسا
تماشا دیکھو ہر گل کا نہ پوچھو یہ کہ ہاں کیسا

مکاں ہے اک تعین لامکاں بھی اک تعین ہے
وہی موجود ہی بیشک مکاں و لامکاں کیسا

وہی ریحاں وہی سنبل وہی قمری وہی بلبل
اسی کا ہے یہ سب غلغل بنا ہے نغمہ خواں کیسا

وہی دنیا میں دائر ہی وہی عقبیٰ میں سائر ہے
وہی دونوں میں ہر ظاہر ہے یہ غین کیسی ہاں کیسا

کہا ہے نحن اقرب صاف صاف آمنت بالقرآن
عزیز اللہ نے کھولا ہے خود راز نہاں کیسا

مقام کنت کنزاً سے اٹھا غل آمد آمد کا
نقاب کن سے چمکا نور تصویر محمدؐ کا

جب آیا عالم کثرت میں خیر الانبیا ٹھہرا
مقام جمع ہے وحدت میں کل افراد مفرد کا

وہی تھا اور وہی ہے اور وہی ہوگا قیامت میں
مربی ہے وہ ہر عالم میں ارواح مجرد کا

تماشا ہے اگر دیدار حاصل ہو صفائی سے
کہ نور مطلق آئینہ ہے اس حسن مقید کا

وہ نور آفرینش ہے نگاہ عین بینش سے
وہی مشہود اول ہے وہی شاہد ہی مشہد کا

جلا طور اور گرے بیہوش ہو کر حضرت موسیٰؑ
تحمل کس کو ہو خارج میں اس کے نور بیحد کا

اسی کے مصحف رخ کی تلاوت ورد عالم ہے
تسلسل کیا ہے شیرازہ ہے اجزاء مجلد کا

پھریں ہیں اس کے گرد افضل سمجھ کر حج اکبر سے
جو لے ذوق لب احمدؐ سے بوسہ سنگ اسود کا

عزیز اس کی اطاعت ہے خدائے پاک کی طاعت
وہی اللہ کا بندہ ہے جو بندہ ہے محمدؐ کا

عبث ہی صبح محشر سی خطر چاک گریباں کا
نہ ہوگا دامن حشر ایک گوشہ تیرے داماں کا

تو سلطانِ دو عالم ہی تجھے دولت کی کیا پروا
خزانہ ہی تری سرکار میں گنجِ شہیداں کا

تری ہستی سی ہستی ہی تری رحمت سے ہستی ہے
نہیں ممکن ہے شکریہ کسی سے تیرے احساں کا

تلاوت فرض کردی حق نے تیرے مصحفِ رخ کی
ہوا اس وجہ سے جبریل حامل وحی قرآں کا

ترے کوثر کا اک قطرہ اگر سیراب کر دیتا
نہ ہوتا خضر تاریکی میں جویا آبِ حیواں کا

تری معراج پر جس کو یقیں ہی وہ سمجھتا ہے
جہاں نور تجلّی ہے وہاں کیا کام انساں کا

تری تنزیہ ہی غیب الغیوب اس کے سوا دہو کا
یہی ہی واقعی حال مفصّل میرے ایماں کا

مدینہ کیا ہی اور کس کی جگہ ہی یہ وہی جانے
مزہ ہو جس کے دل میں کاوش خارِ مغیلاں کا

عزیز اللہ نے چاہا تو اک دن سر سی جاؤنگا
سرِ شوریدہ کو سودا ہی یثرب کے بیاباں کا

مشتاق ہوں دیدارِ رسولِ عربی کا
دیوانہ ہوں ہر وقت زیارت طلبی کا

احمد ہے فلک پر تو محمد ہے زمیں پر
کیا شہرہ ہے اُس ہاشمی و مطلبی کا

اک خاک کا پتلا تھا جو مسجود نہ کرتا
آدم کو فروغ اس کی معلّی نسبی کا

خیر البشر اُس ذات مقدس کو نہ سمجھا
ابلیس بلاکش ہے اسی بے ادبی کا

وہ نور دل افروز اگر خود نہ چمکتا
شعلہ نہ بھڑکتا شررِ بولہبی کا

سمجھے وہی اُس شاہد قدسی کی حقیقت
مصداق ہو جو یسمعُ بی یبصرُ بی کا

کافی ہی عزیز اُس کی محبت مجھی لاریب
اللہ کا بندہ ہے جو بندہ ہے نبی کا

اَور ہی عالم ہے آنکھوں میں تری تصویر کا
نور بینائی ہے نقشہ حُسنِ عالمگیر کا

عالمِ طفلی سے تیرے شوق میں شیدا ہُوا
آج تک مجھ پر تصرف ہے اسی تاثیر کا

جس کو فرمایا ہے منظورِ نظر آغاز سے
کر تدارک اُس کے حرفِ خامۂ تقدیر کا

میری توبہ پر شفاعت کو نہ رکھا ملتوی
تیری رحمت کر چکی خود عذر ہر تقصیر کا

پاک ہیں وہ بھی جو ہونگے تیرے گھر والوں کے ساتھ
کُھل گیا مجھ پر یہ نکتہ آیۂ تطہیر کا

اس کی صورت حضرتِ خادم کی صورت ہے عزیز
عین عرفان ہے خلاصہ میری اس تقریر کا

پردۂ کن سے جو وہ روئے منور چمکا
چرخ پر عالمِ ارواح کا اختر چمکا

شورِ دیدار اُٹھا عشق جہاں میں آیا
آفتابِ قدمِ اجسام کے سر پر چمکا

خاکساری سے کیا آدمِ خاکی نے ظہور
نورِ احمدؐ کی چمک سے وہ سراسر چمکا

شانِ عزت سے ہُوا خلد میں مسجودِ ملک
اُس کے اقبال سے اس کا بھی مقدر چمکا

سب زمیں نورِ تجلّی سے درخشاں ہے عزیز
آئے دنیا میں محمدؐ تو ہر اک گھر چمکا

نورِ احمدؐ جب ازل میں آشکارا ہو گیا
آشکارہ عالمِ ایجاد سارا ہو گیا

جوشِ بیتابی سے جب دریا میں اُسکے شوق میں
آنکھ کا ہر گوشہ کوثر کا کنارا ہو گیا

اُس کے ہاتھوں سے پیا جامِ صفا ہم نے بہم	خونِ دل اُس کی محبت میں گوارا ہو گیا
کیا کہوں کیا ہو گیا اسکی طلب میں حالِ دل	پارہ پارہ ہو کے بیتابی سے پارا ہو گیا
جس دن اُس کی امتِ ناجی میں ہم پیدا ہوئے	بس اُسی دن روضۂ رضواں ہمارا ہو گیا

تھا بہت بیتاب پھر ساکت رہا چندے عزیز
آہ پھر بے صبر فرقت میں دوبارہ ہو گیا

آسماں جس روز ہمرنگِ دخاں ہو جائیگا	پھر جمالِ سید عالم عیاں ہو جائیگا
جب اُٹھیں گے وہ زمین و آسماں کے پیشوا	پھر زمیں ہو جائیگی پھر آسماں ہو جائیگا
ہر طرف پھیلے گی اُن کے روئے روشن کی چمک	محو دیدارِ خدا سارا جہاں ہو جائیگا
عالمِ ایجاد پہلے نیست ہو گا بالیقین	اُن کے آنے کے لئے پھر تا گماں ہو جائیگا
اُن کی امت کے لئے کیا کیا نہ ہو گا حشر میں	نور سے آراستہ باغِ جناں ہو جائیگا
جب کرینگے وہ شفاعت ہو گی رحمت آشکار	حق تعالیٰ عاصیوں پر مہرباں ہو جائیگا

آپ کا دیدار وقتِ نزع گر ہو گا نصیب
مر کے پھر زندہ عزیزِ خستہ جاں ہو جائیگا

مدینے جا تو دلِ بیقرار لیتا جا	وہ چشمِ شوق جو ہو اشکبار لیتا جا
سنبھل سنبھل کے قدم رکھ اگر چلا ہی ہے ہاں	قدم قدم کے لئے کچھ نثار لیتا جا

بہار عشق ہے بے برگ ہو کے جانے ہیں
کمی نہ کر جگر داغدار لیتا جا

عجب نہیں ہے کہ وہ لب کریں نمکپاشی
کمال شوق سے جان فگار لیتا جا

مزہ بھی ہے محبت کی خاکساری کا
بنا کے جسم کو مشت غبار لیتا جا

نسیم پردۂ در تک پہونچ نہیں سکتی
عزیز نالۂ بے اختیار لیتا جا

عاشق دیدار سب کے منہ کو تکتا جائیگا
گر قضا فرقت میں آئے سر پٹکتا جائیگا

جائیگی اس کی محبت میری آب گل کے ساتھ
اس کی خوشبو سے مزار اتنا مہکتا جائیگا

حسن روئے مصطفےٰ نے دل کو حیران کر دیا
اب نہ حیرت جائیگی ہرگز نہ سکتا جائیگا

سب کی آنکھوں میں فروغ عشق ہوگا جلوہ گر
اس کے عاشق کا کفن میں منہ چمکتا جائیگا

کون واقف تھا کہ وہ تنہا شب معراج میں
عرش کو طے کر کے بے وحشت لپکتا جائیگا

عشق رہبر ہے چراغ طور وہ نور جمال
عاشق اس کی راہ میں کیونکر بھٹکتا جائیگا

تن کو لاغر کر کہ ہوگی اس سے منزل جلد طے
جس قدر یہ مرکب رہوار تھکتا جائیگا

طائر رنگ اڑ کے یثرب کی ہوا میں شوق سے
نیم بسمل ہو کے صحرا میں پھڑکتا جائیگا

بہ گئے آنکھوں سے دریا اور اس پہ بھی عزیز
قبر تک پلکوں سے خون دل ٹپکتا جائیگا

بے پردہ آکے روئے درخشاں دکھا دیا
دیوانہ جمال دل آرا بنا دیا

فرما دیا کہ لاتے ہیں قرآں جبرئیل
اور پڑھ کے سب کو اپنی زباں سے سنا دیا

معراج میں زمیں سے گیا آسماں تک
ادنیٰ سنا کے سرِ خفی کا پتا دیا

آبِ حیات کیا ہے مسیحا کی بات کیا
مرنا نہیں ہے جس کو نظر سے جلا دیا

چل کر زمیں پہ شور قیامت کیا بپا
سب خفتگان زیر زمیں کو جگا دیا

توفیق سے کسی کو دیا ذوق بندگی
تاثیر سے کسی کو دل مبتلا دیا

سب کائنات مظہر احمدؐ ہی اے عزیز
خادم صفیؔ ولی نے یہ نکتہ بتا دیا

برقع ہے رخِ پاک پہ حسنِ بشری کا
کیا ڈھنگ نرالا ہے تری جلوہ گری کا

یہ حسن تری وجہ سے آیا ہے جہاں میں
انسان کی صورت میں تماشہ ہے پری کا

دیکھے کوئی آکر ترے کوچے میں تو جانے
کیا حال ہے عشاق کی شوریدہ سری کا

بیتاب کیا تھا ترے دیدار کے غم نے
داؤد کو تھا شوق اسی نغمہ دری کا

خاصانِ خدا رکھتے ہیں سر کو ترے در پہ
ہوتا ہے عجب حال ہر اک رہگذری کا

آرام نہیں ہی تجھے امت کے قلق سے
کیونکر ہو گماں مجھ کو تری بیخبری کا

مرتا ہے عزیز اس پہ عنایت کی نظر رکھ
بیمار ہے کب سے تری جادو نظری کا

ہیں دل سے مبتلا ہوں بشیر و نذیر کا
خادم صفی لقب ہے مرے دستگیر کا

پہچانے کیوں نہ احمدِ مرسل کی ذات کو
دیکھا ہو جس مرید نے مُنہ ایسے پیر کا

ظاہر ہے اسکی شان سے شانِ محمدی
عاشق ہوں اپنے مرشدِ روشن ضمیر کا

دستِ رسول دستِ خدا ہے حقیقتاً
مرشد کا ہاتھ ہاتھ جناب امیر کا

ان سب کے ہاتھ ایک ہیں ان سب کی ذات ایک
لاریب فیہ ہے یہی مذہب فقیر کا

تا منتہی ہے تا بقیامت یہ سلسلہ
یہ سلسلہ ہے خاص خدائے قدیر کا

سر حلقہ حلقۂ فقرا ہیں رسول ہے
مرکز یہی ہے دائرہ مستدیر کا

یا مصطفےٰ اکرم سے بچا لو عزیز کو
عالم میں سلسلہ ہے عذاب سعیر کا

مقام احرام طاق کعبہ بنا ہے یثرب کی سرزمین کا
غش آئے موسیٰ کو ہر قدم پر یہ ماجرا ہے تو بس ہمیں کا
طلوع خورشید صبح ہستی اک آئینہ ہے تری جبیں کا
نہ لن ترانی و لکن انظر نقاب نازک رخ حسیں کا
ملائک آتے ہیں بیخودانہ تو چومتے ہیں یہ آستانہ
سمجھتے ہیں سب تجھے یگانہ ازل سے سرتاج مرسلیں کا
ترے مقامات کون جانے حبیب تجھ کو کیا خدا نے

طلب میں مر مر کے اولیا نے پتہ دیا ہے کہیں کہیں کا
غضب ہے تیغ نگاہ قاتل کہ عقل کل تک ہوا ہے بسمل
بنا طلسم فسون بابل فسانہ اس چشم نرگسیں کا
ترے مراتب ہیں سب سے برتر قدم ہے ظاہر حدوث مظہر
قیاس باطل ہے اس جگہ پر کہ گم ہے ادراک نکتہ چیں کا
کوئی بھی تجھ سا ہوا نہیں ہے ترے غمزانے میں کیا نہیں ہے
کبھی کسی نے سنا نہیں ہے ترے دہن سے سخن نہیں کا
تری محبت میں مبتلا ہوں ترا کرم ہو تو کیوں نہ چاہوں
تری ثنا میں سخن سرا ہوں تجھی سے طالب ہوں آفریں کا
عزیز مسکیں کی اب خبر لے کہ مضطرب ہے مفارقت سے
نگاہِ رحمت اُٹھا کے کر دے علاج اس دردِ دلنشیں کا

آیا جہاں میں نور تجلّی دکھا گیا
ہر مبتلا کو محوِ تماشا بنا گیا
فاخلع طویٰ میں حکم ہوا تھا کلیمؑ کو
وہ کفش پہنے عرش بریں پر چلا گیا
دکھلائی طالبانِ خدا کو خدا کی راہ
ہم عاصیوں کو مژدۂ رحمت سنا گیا
قرآن پاک اسکی صفت پر گواہ ہے
خوشخوبیوں سے سب کے لونیں سما گیا
ٹھہر اٹھٹک کے عذر سے اپنے مقام پر
جبریل اس کے ساتھ گیا بھی تو کیا گیا

گذرا ہر آسمان سے فوراً اک آن میں
غل تھا ملائکہ میں کہ دیکھو گیا گیا
دیکھا جو میں نے حضرت آدم کو اے عزیز
آنکھوں سے وہ جمال مرے دل میں آگیا

زاہد پاک کو کچھ عشق سے انکار نہ تھا
کنت کنزاً کی حقیقت سے خبردار نہ تھا
جب کھلی آنکھ تو احمد کی تجلی دیکھی
ورنہ جبریل امیں عاشق دیدار نہ تھا
جلوۂ حسن سے اٹھا ہے یہ سب شور ظہور
نور مخفی کو تجدد سے سروکار نہ تھا
پردۂ غیب میں تھا رنگ بہار عالم
جب تھا وہ تو یہ نیرنگ نمودار نہ تھا
شاہ خادم نے بنایا اسے آئینہ عزیز
نور احمد سے یہ دل مطلع انوار نہ تھا

دیکھ کر اس کو چراغ مہر پروانہ ہوا
کیا عجب گر اہل دل حیرت سے دیوانہ ہوا
دیکھ سکتا ہے کوئی کب مصطفیٰ کے نور کو
جس نے دیکھا آنکھ بھر کر آپ جانانہ ہوا
دیدۂ صاحب نظر ہے شیشۂ شمع جمال
اس کے پرتو سے ہر آئینہ پریخانہ ہوا
عارض روشن پہ کیوں ہے لن ترانی نقاب
اب تو افسون نگاہ ناز افسانہ ہوا
ورد احمد سے ہوئی تسبیح گویا اہل دل
بیقراری سے معاً دلخستہ ہر دانہ ہوا
جس نے ان آنکھوں کو دیکھا پھر نہ آیا اسکو ہوش
دیکھنے الا عجب حیرت سے مستانہ ہوا
عشق احمد اب نہیں چھپتا چھپانے سے عزیز
کیوں نہ چھلکے جب بہت لبریز پیمانہ ہوا

ممکن نہیں ہے اُس پہ ٹھہرنا نقاب کا
یہ رُخ تو آئینہ ہے رُخِ آفتاب کا

نورِ خدا ہے نورِ جمال محمدی
کیوں منتظر ہے وعدۂ روزِ حساب کا

جاں بخش ہے وہ کاکلِ شبرنگ موبمو
حلقہ بگوش ہورہا ہوں اس پیچ و تاب کا

رکھا ہے آستانۂ احمدؐ پہ جس نے سیر
رتبہ بہت بلند ہے اس کی جناب کا

خیل ملک رہے شبِ اسریٰ میں اسکے ساتھ
جبریل التجا سے ملازم رکاب کا

پیاسے کو سیر شور کو شیریں کیا معاً
یہ معجزہ ہے اس کے دہن کے لعاب کا

یارب عزیز کرلے کرم سے عزیز کو
مدّاح ہے جناب رسالت مآب کا

جس کی آمد کا مبشر عیسیٰ مریم ہوا
جب وہ اس عالم میں آیا اور یہی عالم ہوا

جس نے پہچانا اُسے حرمت سے اور تعظیم کی
حق تعالیٰ کے حریم قرب میں محرم ہوا

کیسے بے پروا ہیں یارب اسکے کوچے کے گدا
ٹھوکروں سے ہر طرف پامال جامِ جم ہوا

ہوگیا ڈھلکا ہوا روتے شبنم اُسکے شوق میں
روتے روتے بھگے خود گم دیدۂ پُر نم ہوا

جب گیا وہ نورِ مطلق اس مقام پاک میں
طاق بیت اللہ اُسے قبلہ سمجھ کر خم ہوا

عشق احمدؐ سے نہ کر زنہار غفلت اے عزیز
خاک چھاننے گا بہت گر جوشِ خاطر کم ہوا

دل ہے تو وہ کہ حقِ محبت کرے ادا — جاں ہے تو بس وہی کہ جو دیکھے تو ہو فدا

اے دیدہ مرحبا کہ نظر آگیا ہے تجھے — نورِ محمدِ عربی مظہرِ خدا

لاریب فیہ اس کی تجلی ہے کائنات — دیتا ہے جبرئیل فلک سے یہی ندا

وہ نورِ جسم و جان ہے وہ سب پر محیط ہے — اٹھتی ہے اب تو ہر رگ و پے سے یہی صدا

کرتے ہیں کس نیاز سے سجدہ ملائکہ — عشاق پاکباز سب اس در کے ہیں گدا

تھا چاند سے زیادہ تجمل ہیں وہ جمال — جس شب یمن گئے وہ شہ مبارک پہ تھی ردا

موجود کو وجود سے پہچان لے عزیز
گر عاشقِ خدا ہے تو اُس سے نہ ہو جُدا

ملا احد سے جو احمدؐ عجب وصال ہوا — ہوا یہ حال کہ پھر تفرقہ محال ہوا

یہی وصال ہے گر عشق دلنشیں کر لے — جلال جلوہ نما ہو گیا جمال ہوا

نہیں ہے سرِّ حقیقت سے عقلِ کل کو خبر — نہ اتصال ہوا اور نہ انفصال ہوا

خدا کو دیکھ لیا مصطفٰےؐ کی اُمت نے — اگر کلیم نے دیکھا تو کیا کمال ہوا

شہید لعل ہیں بس فقط عقیق نہیں — کہ گُل بھی خونِ جگر پی کے لال لال ہوا

کھُلا یہ نکتہ کہ بیشک ہے نکتۂ مصحف — خیال خال سے گویا میں اہلِ حال ہوا

نہیں ہے کوئی نظیرِ محمدؐ عربی
عزیز روزِ ازل سے وہ بےمثال ہوا

بتا دوں کیا ہے رقص بیخودانہ اس کے بسمل کا
نشاطِ جان تازہ سے اُچھلنا بے طرح دل کا
عجب کیا ہے کہ بیخود ہو جو دیکھے میری آنکھوں کو
پھرا کرتا ہے ان دونوں میں نقشہ اس کی محفل کا
رسولؐ اللہ کی صورت جمالِ لایزالی ہے
جو تحتِ کن ہے کیونکر ہو سکے اُس کے مقابل کا
فروتر ہیں مقامِ سدرہ سے ادریسؑ اور عیسےٰؑ
بتائیں کیا یہ کوئی شبِ اسریٰ کی منزل کا
اشارے گر کبھی دیکھیں عزیزؔ اس چشمِ جادو کے
بہے آنکھوں سے ہر دم خونِ دل ترکانِ قاتل کا

بدرِ کامل ہوکے گھٹنا اور نکلنا ماہ کا — ہے اشارہ عشق ابروئے رسول اللہ کا
دل کھچا جاتا ہے بیخود اشتیاقِ روح سے — کیا اثر ہے جذبِ حسنِ شاہدِ دلخواہ کا
عرشِ پاک اس کا مقام اور لی مع اللہ اسکی شان — کیوں نہ ہو خورشید ذرہ اُس کی خاکِ راہ کا
کیا تعجب ہے جو سدرہ ہے مقامِ جبرئیل — ہے ازل سے آستان بوس ایسے عالیجاہ کا
شوق سے یوسفؑ دوبارہ چاہِ کنعان میں گرے — دیکھ لے گر یہ ملاحت شور اُٹھے پھر چاہ کا
ظاہر و باطن کو دیکھ اور جانِ احمدؐ کو احد — بس یہی ہے رازِ دل ہر عارفِ آگاہ کا
وہ جمالِ پاک شاید جلوہ فرما ہو عزیزؔ — شبستہ روشن رکھ شبِ فرقت میں شمعِ آہ کا

سنایا تو نے رحمت سے جو مژدہ من رآنی کا | ہُوا ظاہر تری امّت پہ نکتہ لن ترانی کا
نہ ہوتی اس کی تربت کی جگہ گر تیرے پائیں میں | نہ ملتا کچھ مزہ عیسیٰ کو عمرِ جاودانی کا
نہ کرتے یُمن حاصل گر ترے جسم مبارک سے | نہ ہوتا شہرہ اب تک ہر جگہ بُردِ یمانی کا
ملائک مبتلا جن شیفتہ، انساں شیدا ہیں | زمیں سے آسماں تک غل ہے تیری قدردانی کا

عزیز اس کا کل خوشبو نے کی ہے جب سے جاں بخشی
گیا اندیشہ دل سے ہر بلائے ناگہانی کا

جس نے چاہا اُسے حبیب ہوا | کس کو یہ مرتبہ نصیب ہوا
اُس سے کی گر کسی نے بے ادبی | حق تعالیٰ معاً مجیب ہوا
مجھ کو آرام اس کے عشق میں ہے | دردِ دل آپ ہی طبیب ہوا
بن کے رحمت وہ پہلے آپ آیا | حشر کا روز جب قریب ہوا
پیشوا ہیں سب اس کے در کے غلام | کوئی مفتی کوئی خطیب ہوا
اپنی امّت کو دے گیا مصحف | اُس سے یہ معجزہ عجیب ہوا

وہ غریبوں کو پوچھتا ہے عزیز
شکر کر تو اگر غریب ہوا

کیا ہُوا اگر آدم خاکی سراپا خاک تھا | اُس کی پیشانی میں نورِ صاحب لولاک تھا
سید اولاد آدم احمدؐ عالی جناب | جب نہ تھا عرش بریں تب بھی وہ نورِ پاک تھا

لیلۃ الاسریٰ میں جب اسکے لئے آیا براق
ایک عالم صید آسا بستۂ فتراک تھا
دیکھتی گر برق بیتابی سے گرتی خاک پر
وہ براق نور پیکر کس قدر چالاک تھا
اس کی آمد سُن کے ہر ساعت ازل سے جبرئیل
منتظر ہو کر مجسم پیکر ادراک تھا
جس نے دیکھا اس کو عاشق ہو گئے جو دیکھتے ہوئے
وہ اویس خستہ دل کا دیدۂ نمناک تھا
واجب الرحمت ہے اب ہنگام پیری میں عزیزؔ
گرچہ ایامِ جوانی میں بہت بیباک تھا

سب بنی آدم سے وہ افضل ہوا
عالم ایجاد سے اوّل ہوا
اس نے جب کھولا تکلّم کو دہن
نکتۂ ہر سرِّ پنہاں حل ہوا
آسماں پر اُس کے کوچے کا غبار
قدسیوں کی آنکھ کا کاجل ہوا
تھا یہی ملبوس خاصِ مصطفےٰ
بڑھ کے ہر دیباج سے کمّل ہوا
جو ہوا آگاہ اس کے بھید سے
اولیا میں وہ ولی اکمل ہوا
ختم اُس پر ہو چکی شانِ جمال
صورت و سیرت میں وہ اجمل ہوا
کس طرح پہنچے ترے در تک عزیزؔ
ھند میں بے مائیگی سے شل ہوا

اب مجھکو اس کی دوری ہرگز نہیں گوارا
اے بادِ صبح گاہی جا عرض کر خدا را
بسمل کیا نظر نے مازاغ کے اثر نے
اس چشمِ عشوہ گر نے جادو سے مجھکو مارا

بیتاب رہتے رہتے ہر غم کو سہتے سہتے
منت سے کہتے کہتے مجبور ہو کے ہارا

تجھ سا حسین و زیبا ہرگز کہیں نہ ہوگا
سب خوبیوں میں یکتا دونوں جہاں میں پیارا

جاتی رہے ضلالت کیونکر نہ ہو یہ حالت
اے خاتم الرسالت ہم تیرے تو ہمارا

تو شان کبریا ہے تو مظہر خدا ہے
جس نے تجھے پکارا اللہ کو پکارا

حالِ عزیز شیدا اُن لے کرم سے شاہا
باقی نہیں کسی کا تیرے سوا سہارا

ہو گئے ہیں دیکھ کر وہ حسن مست
پارسا و مفتی و ملا خراب

پھر نہیں آتا ہے ہرگز ہوش میں
جس کو کر دیتا ہے وہ غمزا خراب

ان کی محفل ہے خراباتِ مغاں
مے خراب و ساغر و مینا خراب

رو بقبلہ پھر نہیں دیکھا کبھی
ان کے کوچے میں جسے دیکھا خراب

لے خبر اپنے عزیز خستہ کی
اب تو ہے یہ عاشق خستہ خراب

حق کے محبوب آپ یا محبوب
حق تعالےٰ ہے آپ کا محبوب

آپ دم بھر نہیں خدا سے جدا
کب ہو محبوب سے جدا محبوب

حضرت کبریا میں آپ کے مثل
کوئی ہرگز نہیں ہوا محبوب

آپ کا رتبہ کوئی کیا جانے — کون ہے آپ کے سوا محبوب
نہیں دیکھا کسی نے عالم میں — آپ سا کوئی دل ربا محبوب
خلوتِ لامکاں میں بے پردہ — اپنے محبوب سے ملا محبوب
نہ رہا فرق اسم و رسم عزیز
سوئے محبوب جب گیا محبوب

ملتجی آیا ہوں میں درماندہ ہو کر یا حبیب — اب سرِ شوریدہ ہے اور آپ کا در یا حبیب
دیجئے للہ داد اور کیجئے غمگیں کو شاد — جاؤں پھر کر نامراد اس در سے کیونکر یا حبیب
کر کے رحمت کی نظر اب لیجئے میری خبر — ہوں بہت خستہ جگر اور سخت مضطر یا حبیب
میں گدا ہوں آپ کا اور مبتلا ہوں آپ کا — آپکا ہوں آپکا اور آپ دلبر یا حبیب
آپ کی امت میں ہی پھر کیوں عزیز آفت میں ہے
آہ کس حالت میں ہے یہ تیرہ اختر یا حبیب

جس پہ ایمان فرض ہی عالم کو وہ ایماں ہیں آپ — زندہ ہیں جس سے جان سی جسم وہ جانِ جہاں ہیں آپ
ذاتِ واجب آپکی صورت سے پہچانی گئی — یا نبی اللہ فروغِ عالمِ امکاں ہیں آپ
آپکا فرمان جاری ہے جہاں تک ہی جہاں — دونوں عالم ملکِ سلطانی ہیں اور سلطاں ہیں آپ
آپ کی قدرت میں جو کل تھا وہ سب ہے آج بھی — اصل ہستی ہستیٔ باقی ہے اور برہاں ہیں آپ
آپ کی ذاتِ مقدس کو یہ سمجھا ہے عزیز — جس سے ظاہر ہو خدا کی شان وہ انساں ہیں آپ

دل چھین لیتے ہیں رخِ زیبا دکھا کے آپ
شانِ خدا دکھاتے ہیں دل میں سما کے آپ

کیا فائدہ اَنَا بَشَرٌ کے نقاب سے
جلوہ دکھایئے مجھے پردہ اُٹھا کے آپ

دھوکا نہ کھائے گا کبھی عاشق کہ کہہ چکے
اِنّی اَنَا زبانِ خدا سے سُنا کے آپ

دریوزہ گر ہیں آپ کے نورِ جمال سے
سب انبیا ہیں آپ کے سب انبیا کے آپ

جیسے طور میں برقِ تجلّی چمک گئی
یوں آئے جلد عرش معلّے پہ جا کے آپ

کیا کیا مزے چکھاتی ہے اس مَے کی بیخودی
کرتے ہیں مست جام سَقَاھُم پلا کے آپ

شیدا ہیں آپ اس کے جو شیدا ہو آپ کا
رحمت سے مبتلا ہیں ہر اک مبتلا کے آپ

جادو کرے شہید کرے اک نگاہ سے
دیکھیں ادا سے جس کی طرف آنکھ اُٹھا کے آپ

کافر ہے گر عزیز کو کچھ غم ہو عمر بھر
کہئے اگر عزیز کبھی مسکرا کے آپ

کیا جب مشیت نے سامانِ رحمت
بنایا تری ذات کو جانِ رحمت

کیا ترک ہر استراحت کو تو نے
تمام آفرینش ہے قربانِ رحمت

فقیرانِ امّت کو محرم بنایا
تخیل سے باہر ہے احسانِ رحمت

تری خوبیاں کیا تصور میں آئیں
نہ پایا کسی دل نے پایانِ رحمت

عزیز اس کے عشاق کی تربتوں پر
برستا ہے ہر وقت بارانِ رحمت

کیا حق نے تجھ کو مدارِ شفاعت
تری ذات ہے ذمہ دارِ شفاعت

بنا کر حبیب اور محبوب تجھ کو
عنایت کیا اختیارِ شفاعت

یہ سر ہے کہ سرِّ الٰہی سراسر
ترے سر پر افسر ہے بارِ شفاعت

ترے دم سے سرسبزئ عاصیاں ہے
بہشت بریں ہے بہارِ شفاعت

عزیز گنہگار کی اب خبر لے
کہ آیا ہے امیدوارِ شفاعت

ترے در سے آخر کہاں جائے امّت
یہی دونوں عالم میں ہے جائے امّت

تو ہی شافع المذنبیں ہے ازل سے
تری ذات والا ہے ماوائے امّت

جو تو ہے تو امت کو کچھ ڈر نہیں ہے
کہ صبح تجلّی ہے شب زدائے امّت

رائی ماری ہے وہ سرمہ کہ جس سے　　منوّر ہوئی چشم بینائے اُمت
عزیز اس کی امت کو دعویٰ ہے اس پر
بڑھا اس کی یاری سے یارائے اُمت

اے دلِ مردہ حدیثِ عشق سُن　　اب لبِ شیریں میں ہے شورِ حیات
جو نہ سمجھے یہ وہ تاریکی میں ہے　　نورِ حق ہے احمدؐ مرسل کی ذات
جب وہ نورِ پاک چمکا غیب سے　　ہو گئی ظاہر بہارِ کائنات
مایۂ راحت ہے عشقِ مصطفےٰؐ　　ہے اسی میں دونوں عالم کی نجات
کہہ رہی ہے لیلۃ القدر آج تک　　ہاں "سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰیؔ" کی رات
اس کو یوں گھیرے ہوئے ہیں انبیا　　جیسے دولہا چاند اور تارے برات
سیّدِ کونین کے در پر عزیزؔ
خاک ہو جا چھوڑ دے سب ترّہات

نکتۂ عشق ہوا خط سے جدا آج کی رات　　لامکاں دائرۂ نور ہوا آج کی رات
لے گیا احمدؐ مرسل کو فلک پر جبریل　　شوقِ دیدار سے سر رو زِ بنا آج کی رات
دور بیں ہو گئی مازاغ کی سرمے سے نگاہ　　بینش افروز ہوا نور "رَاٰی اَنَّہ" آج کی رات
ہو گیا ہمسرِ قدم عینِ جلو وت آنکھوں میں　　فرقِ توحید و تعین نہ رہا آج کی رات

پیکرِ نور بنا جسمِ رسولِ عربی — حسن بے پردہ ہوا جلوہ نما آج کی رات
دل بنا آئینہ منظور بنا خود ناظر — حل ہوئے معنئ "لولاک لما" آج کی رات
نکہتِ موئے معنبر سے ہوا مست جہاں — ہو گئی غالیہ سا بادِ صبا آج کی رات
قابَ قوسین کا غُل عالمِ ارواح میں ہے — کہتے پھرتے ہیں مَلک ثمّ دنیٰ آج کی رات

کل اگر صبحِ قیامت ہے تو کیا غم ہے عزیزؔ
دیکھ لے جلوۂ محبوبِ خدا آج کی رات

نورِ بے کیف کی برہان ہی معراج کی رات — مذہبِ عشق میں ایمان ہے معراج کی رات
مرکزِ دائرۂ گردشِ ایام ہے یہ — "کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْن" ہی معراج کی رات
دن یہ کہتا ہے مری آنکھ کی پتلی ہی یہ شب — رات کہتی ہے مری جان ہی معراج کی رات
دونوں عالم میں ہیں تمثیلِ رسولِ عربی — بیشک اس بات کی پہچان ہی معراج کی رات
قابَ قوسین کی صورت ہیں وہ دونوں ابرو — چشمِ عشاق میں ہر آن ہی معراج کی رات
نور وہ نور کہ ہے روزِ ازل اس پہ نثار — سایہ وہ سایہ کہ قربان ہی معراج کی رات

اس سے پہچان گئے اہلِ نظر ان کو عزیزؔ
عارفوں کے لئے عرفان ہی معراج کی رات

میری آنکھوں میں ہے کس ہوشربا کی صورت
مردم دیدہ ہے محبوبِ خدا کی صورت

نور بے کیف ہوا آپ احد سے احمدؐ
بن گئے انسان ملائک سے جدا کی صورت

دیکھ کر اُس کو تحیر سے اگر رنگ اُڑے
طائرِ رنگ بنی قبلہ نما کی صورت

ہے وہی صورتِ آئینۂ لولاک لما
اُس کی صورت سے ہوئی ما و شما کی صورت

اللہ اللہ یہ سراپا یہ تجمل یہ جمال
ہو بہو حُسن کی تصویر ادا کی صورت

جلوہ گر صورتِ احمدؐ نہ ہوئی تھی جب تک
پردۂ غیب میں تھی اِنّی اَنَا کی صورت

کیجئے لطف کہ فرقت میں گئی جانِ عزیزؔ
مل گئی خاک میں اس سر و پا کی صورت

فرقت سے اشکبار ہوں یا احمدؐ الغیاث
مدت سے دل فگار رہوں یا احمدؐ الغیاث

آنکھوں سے چل کے آؤں اگر حکم دیجئے
بیخود ہوں بیقرار رہوں یا احمدؐ الغیاث

نفسِ لئیم نے مجھے مجبور کر دیا
اب تک سیاہ کار رہوں یا احمدؐ الغیاث

گذری تمام عمر گناہوں میں آج تک
نادم ہوں شرمسار رہوں یا احمدؐ الغیاث

اب لطف کیجئے کہ اجل سر پہ آ گئی
کب تک امیدوار رہوں یا احمدؐ الغیاث

رحمت سے کھینچ لیجئے اپنے مزار تک
بیدست و پا ہوں زار رہوں یا احمدؐ الغیاث

کہتا ہے رو کے شامتِ اعمال سے عزیزؔ
رسوائے روزگار رہوں یا احمدؐ الغیاث

چلی آتی ہے ساقی اُن کی بُو آج
پلا دے خم کے خم سب مجھکو تو آج

وہ آئیں یا نہ آئیں پر سُنا ہے
نہیں ہے دل میں کوئی آرزو آج

قیامت کو نہ رکھا اُس نے کل پر
عجب شوخی سے آیا فتنہ خو آج

سُنائیں گر وہ بانگ لن ترانی
بنیں موسیٰ ہزاروں کو بکو آج

عزیز اب صاف کھل جائے گی قلعی
کیا آئینہ اُن کے روبرو آج

میری کیا اصل ہے میں بھی ہوں اک ادنیٰ محتاج
تیرے انعام کے ہیں خضرؑ و مسیحا محتاج
تیری درگاہ کے خدّام غنی ہیں ایسے
جیسے جنت میں نہیں کوئی کسی کا محتاج
عین رحمت سے کرم کر کے خبر لے لِلّٰہ
ہے تری ایک نظر کا دل شیدا محتاج
دونوں محتاج ترے پرتوِ دیدار کے ہیں
مردمک آنکھ میں اور دل میں سویدا محتاج
حاجت شانہ تری کاکل مشکیں کو نہیں
آئینہ کیا ہو جو ہو عارض زیبا محتاج

۵۱۔ مرزا غالب کہتے ہیں :-
ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

سب کو کرتا ہے ترا چشمۂ کوثر سیراب
ابر ہے تشنہ لبِ فیض تو دریا محتاج
پھر کے محروم ترے در سے کہاں جائے عزیز
تو شہنشاہِ کریم اور وہ سراپا محتاج

مشیت نے بنایا صاحب التاج
محمدؐ بن کے آیا صاحب التاج
سنایا ہم کو منشور الٰہی
کتابِ پاک لایا صاحب التاج
کوئی ہمسر نہیں عالم میں اُس کا
کہ ہے خیر البرایا صاحب التاج
مرے سر پر ہے یہ تاج کرامت
کہ آنکھوں میں سمایا صاحب التاج
اگر پوچھے کوئی مجھ سے وظیفہ
کہوں یا مصطفےٰ یا صاحب التاج
ملے گی کون نعمت اِس سے بڑھ کر
کہ میں نے تجھ کو پایا صاحب التاج
عزیز آثم ہے الّا ہے امید
کہ شافع ہے خدایا صاحب التاج

کیا رنگ ہے کیا جوشِ جنوں زور پہ ہے آج
جاری مری آنکھوں سے ہی اک چشمۂ خوں آج
تصویر رسولِ عربی سامنے آئی
کیونکر اثرِ عشق سے بیتاب نہ ہوں آج
کھل جائینگے توحیدِ الٰہی کے سب اسرار
دیکھا جو اُسے میں نے تو سمجھا یہ سکوں آج

وہ نور الٰہی نظر آیا ہے کہ جس سے — دیوانۂ دیدار کی حالت ہے زبوں آج
بیخواب کیا ہے مجھے حسن نمکیں نے — ہے شورشِ دل شورِ قیامت سے فزوں آج
ان آنکھوں کے جادو نے بنایا مجھے آہو — وحشت سے نہیں میری طبیعت کو سکوں آج

لے جائیگی کل خلد میں پھر کون سعادت
گر جانِ عزیز اس کی محبت میں نہ دوں آج

مضطرب ہے دل کی بیماری سے روح — کشمکش میں ہے عجب خواری سے روح
جو کوئی جاگے وہ ہو صاحب نظر — دیدہ ور ہوتی ہے بیداری سے روح
دل میں شوقِ دیر اور کعبہ مقام — منفعل ہے ایسی بیداری سے روح
اشکباری ہو جو خونباری نہ ہو — ملتجی ہے حضرت باری سے روح

کچھ عجب لذت ہے مستی میں عزیز
اب تو گھبراتی ہے ہشیاری سے روح

بھید کھل جائے اگر دل پہ "اَلَم نَشرَح" کا — پھر تو یہ سینہ ہے تابوت سکینہ اے شیخ
جس کو معراج ہوا اس میں فنا ہو ورنہ — عرش پر کون گیا زینہ بہ زینہ اے شیخ
عشق احمد جو سکھائے نہ ہو چیں بہ جبیں — اس کرامات پہ زیبا نہیں کینہ اے شیخ
رکھ دے یہ جبہ و دستار و عصا و تسبیح — عشقبازی کا نہیں ہے یہ قرینہ اے شیخ

یہ روش کام نہ آئیگی نہ کر ناز اس پر — جب تلک عشق سے روشن نہو سینہ اے شیخ
گرچہ ہوں روسیہ الا نہ سمجھ مجھ کو ذلیل — نقش ہے نام نبی دل ہے نگینہ اے شیخ

پڑھ لے دیوان عزیزؔ اور رکھ آنکھوں پر اُسے
دیکھ ہے "طور تجلی" یہ سفینہ اے شیخ

ترا عاشق ہے داور یا محمدؐ — خدا کا گھر ترا گھر یا محمدؐ
ترے گیسوئے معنبر یا محمدؐ — تری آنکھیں فسوں گر یا محمدؐ
جو کھل جائے تری کاکل کا عقدہ — دو عالم ہوں معطر یا محمدؐ
صبا جا عرض کر میرا یہ مصرع — سلام روح پرور یا محمدؐ
عنایت کر کہ جب تک جان ہے تن میں — رہوں عاشق برابر یا محمدؐ
فدا کرتے ہیں تجھ پر ماہ و خورشید — جمال نور پیکر یا محمدؐ
کہاں نافہ کہاں یہ موئے خوشبو — خجل ہے مشک اذفر یا محمدؐ

عزیزؔ خستہ ہے مشتاق یثرب
جو پہنچائے مقدر یا محمدؐ

قرآن ہے سر بسر گیسوئے محمدؐ — ہر سطر خم کاکل ہندوئے محمدؐ
ہے قاف سے ایما کہ قیامت ہے وہ قامت — ہے نون ہلال خم ابروئے محمدؐ

طٰہٰ وہی محبوب ہے یٰسین وہی ہے
کیونکر سر عاشق نہ جھکے سوئے محمدؐ

اللہ کو پائے جو پہنچ جائے وہاں تک
لاہوت ہے پایان سر کوئے محمدؐ

کیا رنگ دکھاتی ہے محمدؐ کی تجلّی
آتا ہے نظر چار طرف روئے محمدؐ

سودائے اسیری ہے ملائک کے سروں میں
پہنچا ہے کہاں سلسلۂ روئے محمدؐ

قرباں ہوں عزیز اُس کے کرم پر کہ ہمیشہ
آتی ہے مدینے سے مجھے بوئے محمدؐ

تمنا ہے کہ بربادی سے پہنچوں خستہ جاں ہو کر
رواں ہوں وادیٔ یثرب کو گرد کارواں ہو کر

دیکھی تجھکو آنکھوں نے جو ڈھونڈھے بے نشاں ہو کر
نہ نکلی دل سے اور دل میں رہے ہے ستر پنہاں ہو کر

ترا عشق نہانی مضطرب رکھتا ہے عیسیٰ کو
زمیں کی آرزو میں ہے مقیم آسماں ہو کر

حجاب عالم کثرت اُٹھانے سے نہیں اُٹھتا
دکھا دے مجھکو اب روئے دل آرا مہرباں ہو کر

دل شوریدہ دیوانہ ہے اس عاشق کی طلعت کا
تجھی دیکھا ہے ان آنکھوں سے جس نے شادماں ہو کر

مدینہ کس طرف ہے دل تڑپتا ہے کہ جا پہنچوں
بتا دے پیر جاؤں کدھر کو اور کہاں ہو کر

طریق پارسائی بیخودی سے روک رکھتا ہے
بنوں میں آؤ کروں تیری صفت پیر مغاں ہو کر

جو زنگ رنگ چھوٹے اور صفائی دل میسر ہو
تری صورت کو دیکھوں ان آئینہ ساں ہو کر

تجھے نہ چاہئے بے پردہ سب کو جلوہ دکھلانا
چھپا ہے کس لئے آنکھوں سے تو جان جہاں ہو کر

ترا سودا ہے جسکو اسکو ہر ویرانہ جنت ہے
بہار خانماں دیکھے کوئی بے خانماں ہو کر

خدا کی شان ظاہر ہو اگر تو جلوہ دکھلائے
مکاں ہو مظہرِ نورِ تجلی لامکاں ہو کر

جو تجھ کو دیکھ لے وہ مرگ سے محفوظ ہو جائے
دکھائے نورِ حق عشق اسکی عمرِ جاوداں ہو کر

تری ذات مقدس تک رسائی غیر ممکن ہے
رہے جب تک کوئی اپنے تخیل میں گماں ہو کر

ملایا مجھ کو مٹی میں فلک نے تیری فرقت سے
کرونگا میں سفر اب [illegible] سے ریگِ رواں ہو کر

عزیز اُس کی گلی تک گر رسائی ہو مقدر سے
نہ اُٹھوں پھر کبھی تا حشر خاکِ آستاں ہو کر

جگر دوں سینۂ پرخوں میں بے آہ و فغاں ہو کر
ترا تیرِ نگاہ آئے تو جھک جاؤں کماں ہو کر

نکل کر سینے سے یثرب کی جانب پرفشاں ہو کر
اڑیگا ایک دن یہ مرغِ دل بے آشیاں ہو کر

غبار آسا میں تیری زمیں اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہوں
ملیگی خاک میں کیونکر یہ محنت رائیگاں ہو کر

صبا گر تیری بو لیکر کبھی آئے مدینے سے
تو رنگِ عشق دکھلاؤں بہار بے خزاں ہو کر

دکھاؤنگا بہارِ عشق گردِ روضہ پھر پھر کر
رہونگا تیرے کوچہ میں نسیمِ بوستاں ہو کر

ترا عشق آدمِ خاکی کو اس ویرانے میں لایا
عجب حالت سے آیا تارکِ باغِ جناں ہو کر

ترا نامِ مقدس پہنچیگا نہ شورش افزا ہے
فلک پر تیرے ہر ملک بجود ہے مشتاقِ اذاں ہو کر

تری تعریف پہنچائیگی جب گلزارِ جنت میں
رہونگا بلبلِ سدرہ سے میں ہمداستاں ہو کر

کہاں تھا یوسفِ مصری میں یہ انداز خوشخوئی
ہوا تو سب میں محبوبِ خدا شیریں زباں ہو کر

عجب نیرنگیوں سے دل کو تو دیوانہ کرتا ہے
کبھی سب سے نہاں ہو کر کبھی سب میں عیاں ہو کر

عزیز اُس کی محبت نے کیا چپ کر کے پھر گویا
کروں میں تازہ طرزِ نعت گوئی خوش بیاں ہو کر

آنکھ کیا ٹھہرے جمالِ سیدِ ابرار پر
ہے ازل سے غالب اُسکا نور سب انوار پر

بے فنا ہوتی نہیں اُسکی حقیقت منکشف
نور خود عاشق ہے اُس کے پرتوِ دیدار پر

اُسکی باتوں سے تنِ مردہ میں آجاتی ہے جان
جانِ شیریں کیوں نہو قربان اُس گفتار پر

ترک کردوں اُسکے در کا سجدہ کیا دیوانہ ہوں
واعظِ افسانہ گو کے شیوۂ انکار پر

دعویٰ عرفاں ہے اُسے یارسول اللہ کی بحث
کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو شیخ کے اصرار پر

جب کریگا ساتھ لے کر سبکو طےِ صراط
لوٹ جائیگی قیامت شوخیٔ رفتار پر

آفتاب اک ذرّہ اور ہر دم فرشتوں کا ہجوم
کیا جمائے آنکھ اُس کی منظرِ دیوار پر

بے تکلف آپ سب کا محسن ہوتا تھا بشر
مہرباں تھا کس قدر رحمت سے وہ ہر بار پر

گر نہو اسکی محبت کفر ہے ایمان بھی
جان دیتے ہیں عبث سبحہ و زنار پر

اسکی آن پاک ہیں اعلیٰ ہمیں اسکے قول سے
مستقل ہوں اسکی ذاتِ پاک کے اقرار پر

جس کی خلوت میں فرشتہ اور نبی دونوں نہیں
کیا گماں ہو اسکے نورِ خاص کے اسرار پر

یارسول اللہ بہت بیتاب ہے جانِ عزیز
اک نظر کر میری حالِ فقیرِ زار پر

عالم سے نرالا ہے ترے ناز کا انداز — دیکھا نہیں آنکھوں نے اس انداز کا انداز
ہو جائے ابھی عالم بالا نہ و بالا — زہرہ ہیں اگر ہو ترے آواز کا انداز
مرنے نہیں دیتا ہے اگر مرتے ہیں عشاق — قاتل نے نکالا ہے کس اعجاز کا انداز
حاجی نہ بچے گا حرم اللہ میں چھپ کر — مشہور ہے اس کافر طناز کا انداز

رکھتا ہے سر سجدہ عزیز آپ کے در پر
پوشیدہ نہیں عاشق جانباز کا انداز

تجھ پہ قربان ہے دل ارباب نیاز — ہے ترے عشق میں آسائش جان سوز و گداز
دونوں عالم میں نہیں ایک بھی تجھ سا دلبر — ہو گیا ختم تری ذات پہ ہر غمزہ و ناز
نور کل شمع سبل ختم رسل فخر بشر — کون ہے تیرے سوا ان صفتوں سے ممتاز
دونوں آنکھوں میں چمکتا ہی ترا نور بسیط — دیکھتا ہے وہ جو ہوتا ہی ترا محرم راز
انبیا سب ترے آنے کی بشارت لائے — کس نے پہلے سے نکالا یہ نرالا انداز
تو جو آیا تو ہوا پاک نجاست سے حرام — ہو گیا مہبط انوار خدا ملک حجاز
تجھ کو دیکھے متجلی جو فرشتہ ناگاہ — رکھ کے سر خاک پہ تسبیح سے ہو زمزمہ ساز
اپنے دیدار سے محروم نہ رکھ آنکھوں کو — پردۂ راز سے کانوں کو سنا کر آواز
سجدہ کرتا ہوں ترے در کی طرف شام و سحر — اور سمجھتا ہوں کہ پڑھتا ہوں کعبے میں نماز
باغ لاہوت دکھائیگی معاً تیری ہوا — مرغ جان جب قفس تن سے کریگا پرواز

کوئی مجھ سا تری امت میں سیہ کار نہیں   رحم کر رحم مرے حال پر اے بندہ نواز

دیکھ لے کہہ گئے کہ میں سنتی ہی کیا کرتا ہوں

اپنے منہ سے مجھے تو کہہ دی عزیز جانباز

مجھ کو بالیں کی نہ پروا ہے نہ بستر کی ہوس
ہے شب و روز مرے دل میں ترے در کی ہوس

لاکھ سر پا کے اگر تجھ پہ کروں سب کو نثار
پھر بھی ہو تیری تمنا سے مجھے سر کی ہوس

عاشق دید ہوں گر تو نہ پلائے نہ پیوں
ہے ترے ہاتھ سے پیمانہ کوثر کی ہوس

مست پھرتا ہوں ترے شوق سے مجذوب صفت
نہ مجھے مے کی ضرورت ہے نہ ساغر کی ہوس

تیری مژگاں کی خلش جب سے سمائی دل میں
ہے رگ جاں کو عجب شوق سے نشتر کی ہوس

مصطفےٰ نے نہ کیا اس کو پسندیدہ عزیز

ہو سکے تجھ سے تو زنہار نہ کر زر کی ہوس

دیکھ لے تجھ کو تو ہرگز نہ رہیں شیخ کے ہوش
شیخ کیا شے ہے فرشتہ ہو سراپا مدہوش

تیری صورت ہے وہ صورت کہ جو آجائے نظر
پھینک کر جام و سبو سجدہ کرے بادہ فروش

لی مع اللہ کہا سر خفی کھول دیا
کیوں نہ ہو تجھ پہ فدا اسکے حدیث لب نوش

تیری تصویر ہے آنکھوں میں تو دل میں اللہ
تیرے عاشق کا عجب حال ہے اللہ رے جوش

نور ہر جا ہے نہ وہ عاشق پہ سوز و گداز
شمع ساں ہو جو ترے عشق میں جلکر خاموش

جسم و جاں تجھکو سمجھتے ہیں جدائی کیسی
چشم عشاق سے تو ہو نہیں سکتا روپوش

عارف وقت ہوا تیری حقیقت سمجھا
سن لیا جس نے ترا راز نہاں گوش بگوش

اپنی بستی کی خرابی سے تغافل کب تک
ہے ترے غم سے مرے دل میں عجب جوش و خروش

دیکھ کر تیری تجلی متحیر ہوں گے
جب کھڑے ہونگے ملک روز جزا دوش بدوش

دل کو گر آئے ترے شور تبسم کا خیال
کھول دے زخم جگر شوق سے فوراً آغوش

حاصل وقت ہے تو حاصل امروز ہے وقت
تیرے سرگشتہ کے مذہب میں فردا ہے دوش

احمد پاک پہ کر جان کو قربان عزیز
عالم غیب سے دیتا ہے ندا مجھکو سروش

دیکھے جو ترا منہ تو کرے پیر مغاں رقص
اک پیر مغاں کیا ہے کریں پیر و جواں رقص

رقاص ہو بیخود جو ترے حسن کو دیکھے
یہ طرفہ تماشا ہے جہاں تو ہے وہاں رقص

پائی تری مستی سے مری جان نے ہستی
اس فخر سے کرتی ہے مرے جسم میں جاں رقص

دریا پہ جو لیجائے ترا جوش محبت
گرداب سے دکھلائے مجھے آب رواں رقص

آہ دل سوزاں ہے ترے غم سے ہوائی
گویا کہ سر شمع پہ کرتا ہے دھواں رقص

اڑتا ہے ترے صحن حرم میں دل عاشق
گلزار میں کیونکر نہ کرے برگ تپاں رقص

لکھی ہے عزیز ایسی غزل نعت میں ہمنے
سن پائیں تو مستی سے کریں اہل جہاں رقص

دکھائے بلبل کو گر وہ گل رو چمن میں جوشِ بہارِ عارض
ہزار رنگیں نوائیوں سے بتائے گل کو ہزار عارض
کہاں یہ صورت کہاں یہ نقشہ قمر کو نسبت نہیں ہے تم سے
خیال کر کے جو ہم نے دیکھا تو ہے اک آئینہ دار عارض
کرے وہ عارض جو دلربائی تو زلف کر لے معاً مقیّد
وہ موئے پُر پیچ ہیں سراسر شکن سے دامِ شکار عارض
نہیں ہے محتاج غازہ ہرگز وہ حُسن یکتا ہے سادگی میں
جو اس کو دیکھے کبھی نہ دیکھے کسی کے نقش و نگار عارض
وہ عارض پاک اللہ اللہ عزیز اللہ کی شان دیکھو
دکھائیں جب وہ نقاب اُٹھا کر تو کیوں نہ ہو دل نثار عارض

عجب تماشہ ہے بہرِ صورت خود آئینہ ہے حجابِ عارض
دکھائی کیا شان مثلکم نے بنا یہ نقشہ نقابِ عارض
مقامِ سجدہ ہے بے تامّل جو ہو میسّر تری زیارت
کہ سمت کعبہ ہے طاق ابرو تو عین مصحف کتاب عارض
تری تجلّی کے سب ہیں قایل تمام عالم ہے تجھ سے سائل
زکوٰۃ واجب ہے صبح روشن تو نورِ عارض نصابِ عارض

نصیب جاگے تو آنکھ دیکھے کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ
جو شام راحت ہے خواب گیسو تو صبح دولت ہے خواب عارض

تری شفاعت جو رنگ بدلے تو دور ہو جائے زرد روئی
دکھا دے مجھ کو بہار رحمت کہ دفع ہو یہ عذاب عارض

ترا ملازم ہے عقل اوّل ادب سے نکلتا ہے تیرے منہ کو
وہ آپ ہے ہمرکاب تیرا نگاہ ہے ہمرکاب عارض

اٹھائے نازک یہ بار کیونکر جو سر سے سر کے تو ہو پریشاں
نہ تیرے عارض کو تاب گیسو نہ تیرے گیسو کو تاب عارض

عزیز دھوؤں میں اس کو پیری میں آب رحمت سے نعت لکھ کر
گنہ کی شامت سے مو سیاہی بنی ہے گویا خضاب عارض

واجب ہے تیرے عشق میں دنیا سے احتیاط
اور آرزوئے عالم عقبیٰ سے احتیاط

سمجھا ہوں تجھ کو قبلہ مزاج ہی سعی عشق
کافر ہوں گر کروں میں کلیسا سے احتیاط

کرتا ہوں سُنکے تیرے دہن کی حدیث کو
چپ ہو کے نیز کلمۂ بیجا سے احتیاط

ہے ساتویں فلک پہ دماغ ایک ایک کا
تیرے قتیل کرتے ہیں عیسیٰ سے احتیاط

تجھ کو اگر نہ دیکھے تو دانا کو چاہیئے
تو نرگاہ دیدۂ بینا سے احتیاط

ساکت ہوں حکم شرع سے حیران ہوں اگر
کیونکر کروں اشارۂ ادنیٰ سے احتیاط

دیوانہ بن کے ترک تمنّا کر اے عزیز
لازم ہے عاشقوں کو تمنّا سے احتیاط

تیری رحمت نے کیا مجھ کو بلا سے محفوظ
کر دیا تیری شفاعت نے سزا سے محفوظ

مجھ کو امّید ہی تجھ سے کہ کرے حشر کے دن
مہرباں ہو کے گناہوں کی جزا سے محفوظ

تجھ پہ ایمان ہی قرباں ہوں سراپا تجھ پر
رکھ مجھے منّت ہر بے سر و پا سے محفوظ

منّتیں کر کے مناتی ہے تری رحمتِ عام
تیرے عشاق ہیں تکلیف فنا سے محفوظ

جو ترے سامنے آیا وہ ہوا تجھ پہ فدا
خود قضا بھی نہ رہی تیری ادا سے محفوظ

تجھ کو امّت کے قلق سے کبھی آرام نہیں
کیوں نہ ہوں تیرے محب قہرِ خدا سے محفوظ

جا کے جنّت میں ہوا زندۂ جاوید عزیز
ہو گیا تیری محبت میں فنا سے محفوظ

اے رسول عربی کر دے جہاں سے فارغ
جلوہ دکھلا دے کہ دل ہو غمِ جاں سے فارغ

میں اگر دور رہوں کیا غم ہے کہ نزدیک ہے تو
رکھ عنایت کہ رہوں وہم و گماں سے فارغ

میں ترے پاس وہاں تو ہے مرے پاس یہاں
کر دیا دل نے وہاں اور یہاں سے فارغ

عاشق دید ہوں اور عشق میں راحت کیسی
تیرے عشاق ہیں پروائے جناں سے فارغ

میم احمد کے دہن سے متکلّم ہے احد
نکتۂ عشق ہے تمہید بیاں سے فارغ

جس نے دیکھا تجھے انجام محبت یہ ہوا — ہو گیا کشمکشِ کون و مکاں سے فارغ

جس کو سرمست کیا تیری نگہ نے وہ ہوا — تا قیامت طمعِ جامِ مغاں سے فارغ

تیرے شیدا کی یہ حالت ہے کہ ہو جاتا ہے — بیخبر ہو کے زمین اور زماں سے فارغ

محو رکھ مجھ کو شب و روز کہ ہو جاؤں میں — طعنۂ پیر سے تشنیع جواں سے فارغ

عشق کا نام نہ لے اور جو لیتا ہے عزیز
پہلے ہو جا ہوسِ نام و نشاں سے فارغ

کوئی کیا سمجھے کہ کیا کرتا ہے عشق — ہر دم اک فتنہ بپا کرتا ہے عشق

ہستئ وہمی کو کر دیتا ہے نیست — رازدارِ کبریا کرتا ہے عشق

بس وہی پاتا ہے عیشِ زندگی — جس کو غم میں مبتلا کرتا ہے عشق

خستہ کر دیتا ہے دل کو درد سے — خوں پلا کر پھر دوا کرتا ہے عشق

ہے ظہورِ عشق جو کچھ ہے عزیز
دمبدم کیا کچھ کیا کرتا ہے عشق

تجلی سے منور ہے جمالِ مخبرِ صادق — خدا ظاہر ہی مظہر ہے جمالِ مخبرِ صادق

نہ تھی یوسف میں یہ خوبی کہ محبوبِ خدا ہوتا — جہاں میں سب سے بڑھ کر ہی جمالِ مخبرِ صادق

کہا صامت لکھا ناطق بنایا مرتضیٰ حق ہے — کلام اللہ سے برتر ہی جمالِ مخبرِ صادق

فروغ روز کا باعث یہی ہے چشم بینا میں
ضیائے مہر انور ہے جمال مخبر صادق

نظر آتا ہے انکو نور دل سے رات دن یکساں
جن آنکھوں میں برابر ہے جمال مخبر صادق

عزیز آئینہ خلد بریں ہے اسکی رنگینی
بہار ہر گل تر ہے جمال مخبر صادق

دونوں عالم میں نہیں ہے کوئی تجھ سا معشوق
تجھ پہ عاشق ہے خدا تو ہی خدا کا معشوق

ہے خدا عالم تنزیہ میں یکتا عاشق
اور تو عالم تشبیہ میں یکتا معشوق

ہر ادا ختم ہے تجھ پر تری خوبی ہے کچھ اور
کون ہے تیرے سوا سب سے نرالا معشوق

دیکھ پائے جو تجھے آنکھ تو پرنور ہو دل
کس نے دیکھا ہے ترے مثل دلآرا معشوق

دے سقاہم کی خبر ساقی کوثر بن کر
سچ ہے کیا لطف ہو جو لے کے مے مینا معشوق

تو نبیوں کا بنی اور ترے عشاق ولی
تو بھی معشوق ہے اور تیرے احبا معشوق

جلوہ فرما ہے احد صورت احمد میں عزیز
کردیا عشق نے عاشق کو سراپا معشوق

مصطفےٰ

حق حبیب ہے مصطفےٰ محبوب حق
وہ تو سب عالم سے پہلے ہو گیا محبوب حق

کنت کنزاً سے کیا جب حق تعالیٰ نے ظہور
بن کے احمد مظہر اول ہوا محبوب حق

ابتدائے اولین و انتہائے آخرین
مالک ملک ملاحت صاحب ادا محبوب حق

مرجع کرّوبیاں شاہِ من آفاقیاں — سیّد الکونین ختم الانبیا محبوبِ حق
بیخودی سے خلد میں دیوانہ ہوں حورانِ خلد — گر دکھائے ناز سے حسن ادا محبوبِ حق
صورتِ آدم سے ہی شانِ محمدؐ آشکار — یہ جمالِ پاک ہی تیرا بنا محبوبِ حق
اس کے ہو بیٹے ہو [illegible] دونوں عالم کے عزیز
کچھ نہ تھا ہو کے سوا جب تک نہ تھا محبوبِ حق

توحید تری شان ہے اے صاحبِ لولاک — بیشک یہی عرفان ہے اے صاحبِ لولاک
تو عشق کا عنوان ہے اے صاحبِ لولاک — کیا نور کا سامان ہے اے صاحبِ لولاک
دیکھوں تجھے اور تیرے سوا کچھ بھی نہ دیکھوں — ہر دم یہی ایمان ہے اے صاحبِ لولاک
کیونکر وہ نہ سمجھے تجھے یکتائے دو عالم — جو دل سے مسلمان ہے اے صاحبِ لولاک
باقی ہے ترے نور سے اور فانی ہے تجھ میں — جو جسم ہے جو جان ہے اے صاحبِ لولاک
کافر ہوں جو سمجھوں میں جدا تجھ کو خدا سے — میرا یہی ایمان ہے اے صاحبِ لولاک
عارف ہے جسے تیری حقیقت پہ نظر ہے — انسان وہی انسان ہے اے صاحبِ لولاک
تو خلد میں ہے اور ترا نور جہاں میں — الآن کما کان ہے اے صاحبِ لولاک
کیا غم تری امت کو مصیبت کی بلا سے — تو آپ نگہبان ہے اے صاحبِ لولاک
تو رحمتِ عالم ہے ترا شکر کہاں تک — احسان پہ احسان ہے اے صاحبِ لولاک
تیرا رخِ روشن ہے تجلّی کی تجلّی — قرآن کا قرآن ہے اے صاحبِ لولاک

مصحف میں جو ہی اِنّی اَنا بتری زباں سے — اللہ کا فرمان ہی اے صاحب لولاک

نادم ہی عزیزؔ اپنے گناہوں سے شب و روز
جینے سے پشیمان ہے اے صاحب لولاک

ترا جمال منور ہی نور سینۂ پاک — نظر میں آئے تو دیدہ ہی آبگینۂ پاک
جو دل میں ہو تری تصویر کیوں سکون نہو — کلامِ پاک میں مذکور ہی سکینۂ پاک
مقامِ سدرہ کہاں اور کہاں مقامِ دنیٰ — کہاں سے عرش نے دیکھا ہی وہ قرینۂ پاک
جما ہوا ہے محمدؐ کا نقشہ مہر آسا — نبی ہی آنکھ کی پتلی عجب نگینۂ پاک
ہیں آبرو میں تری اہلبیت نوح صفت — مگر ابھی سی ہی کوثر پہ یہ سفینۂ پاک
ہوا تھا جو شبِ اسریٰ میں تصفیہ تیرے لئے — ملائکہ نے بھی دیکھا نہ تھا وہ زینۂ پاک
ادب سے چوم کے رکھیں اٹھا کے آنکھوں پر — جو دیکھیں نعت میں جبریلؑ سفینۂ پاک
ترا خیال ہی یا نقدِ کنتُ کنزاً ہی — خزانۂ دلِ عاشق میں ہے خزینۂ پاک

اجل قریب ہے عمر اب تمام ہوتی ہے
عزیزؔ آؤ چلو دیکھ لو مدینۂ پاک

غمِ فراق میں میں مبتلا رہوں کب تک — خبر لے اب کہ اسیرِ بلا رہوں کب تک
نہیں ہی صبر دلِ خستہ کو جدائی میں — محمدؐ عربی بے نوا رہوں کب تک

بلائے مجھ کو دکھادے وہ روضۂ پرنور — دیارِ ہند میں غمگیں پڑا رہوں کب تک
تڑپ تڑپ کے بسر کی ہے عمر آہ صد آہ — اسی طرح سے تڑپتا ہوا رہوں کب تک
ہے اشتیاق کہ تیرے جوار کو دیکھوں — عرب کے نام سے درد آشنا رہوں کب تک
نگاہ لطف کی ہے چشم داشت رحمت سے — اُمیدوار تری دید کا رہوں کب تک

تری جناب میں ہے یارب التجائے عزیز
مدینۂ نبوی سے جُدا رہوں کب تک

جب سے وہ عارض ہوا آئینہ آرائے دل — دیدۂ بینا میں ہے نور تجلائے دل
ہے وہ سراپا تمام مظہر حسن ازل — آہ کدھر جائے آنکھ ہائے کدھر جائے دل
دونوں تحیر میں ہیں دیکھ کے اس کا جمال — آنکھ سے پیشِ نظر دیکھ تماشائے دل
سب سے جداگانہ ہے احمد مرسل کی شان — راحت جانِ مسیح ہے وہ مسیحائے دل
ہے وہ عجب دلنشیں اوس کی تجلی سے ہے — قابلِ تعظیم عرش عرشِ معلائے دل
زندگی جان و دل جب سے وہ محبوب ہے — جان ہے تمنائے جان دل ہے تمنائے دل

جب سے ہوا ہوں عزیز اوسکی محبت میں غرق
منبعِ توحید ہے جوشش دریائے دل

تو اور وہ زلف آج کہینگے صبا سے ہم — اُلجھے جو وہ تو بات کرینگے ہوا سے ہم

لائیں گے سرمہ خاکِ درِ مصطفےٰ سے ہم ۔ روشن کرینگے آنکھ جمالِ خدا سے ہم
رہتے ہیں اون کی ٹیک سے ہر دم ٹکے ہوے ۔ نامِ خدا کلیم ہوئے اس عصا سے ہم
سنتے ہیں اونکو گوشہ نشینو پہ ہے نظر ۔ منظور ہوں گے آنکھوں کی خلوت سرا سے ہم
بیتاب ہی فراق میں بیخود وصال میں ۔ ہر لحظہ خستہ جان ہیں دل مبتلا سے ہم
کرتے رہی ہیں امتِ احمد کی آرزو ۔ ہمدوشِ افتخار ہوئے انبیا سے ہم
سر کے رہے نہ پاؤں کے بیکار ہو گئے ۔ سر کے جو انکی راہ سے دم بھر ذرا سے ہم
اشعارِ نعت پڑھتے ہیں مستانہ دمبدم ۔ پیتے ہیں جرعہ جرعہ سقاہم کے کا سے ہم
ہم آ گئے ہیں اس خمِ گیسو کے پیچ میں ۔ ڈرتے نہیں ہیں اب کسی کالی بلا سے ہم
لپٹے ہوئے مقام دنیٰ تک پہونچ گئے ۔ ایسے لپٹ گئے قدمِ مصطفےٰ سے ہم
زیرِ قدم رہے جو ہوئی خاکِ رہگذر ۔ اللہ سر فراز ہیں کس نقشِ پا سے ہم

پروائے واہ واہ نہیں ہم کو اے عزیز
مقبولِ حق ہیں نعتِ نبی الوریٰ سے ہم

جب سے آنکھوں میں سمایا ہی تمھارا عالم ۔ عالم خلق سے باہر ہے ہمارا عالم
تم جو دنیا میں نہ آتے تو نہ آتے آدم ۔ تم نے معمور کیا نور سے سارا عالم
تمکو دیکھیں وہی آنکھیں جو خدا بیں ہو جائیں ۔ پھر کن آنکھوں سے کرے تمکو نظارا عالم
سارے عالم میں ہویدا ہیں تمھاری شانیں ۔ منعدم ہو جو کرے تم سے کنارا عالم

بدر کرتا ہے مہِ نو کو ترقی دیکر　　تمسے پاتا ہی جب ابر دکا اشارا عالم
کس تسلسل سے دیا جام سقاہُم تم نے　　نشّۂ دور سے ہے مثل سکارا عالم
دیکھتا ہے تمھیں آفاق میں موجود عزیزؔ
تم سے ہے مظہر ہر مہر و مدارا عالم

احمد کہیں، احد ہی کہیں، مصطفیٰ کہیں　　ختم الرُسل کہیں ہے شفیع الوریٰ کہیں
عالم میں اوسکے چاہنے والے ہیں ہر جگہ　　موسیٰ کہیں مسیح کہیں انبیا کہیں
کس بیخودی سے شیخ گرا ان کو دیکھکر　　سبحہ کہیں عمامہ کہیں اور عصا کہیں
پڑھتے ہیں سب کے سب کلمہ اُس کے نام کا　　مفتی کہیں فقیر کہیں پارسا کہیں
کعبہ ہو یا کنشت وہ طالب کے پاس ہی　　ہرگز نہیں وہ پاس وفا سے جُدا کہیں
برباد ہو کے پھر نہ کبھی خاک بیز ہو　　اوسکی گلی میں جائے جو بادِ صبا کہیں
آگاہ ہی وہ اپنے محبوں کے حال سے　　مخفی نہیں ہی اوس سے کوئی مبتلا کہیں
کیا کیا اثر ہیں خطۂ یثرب کی خاک میں　　سرمہ کہیں دوا ہی کہیں کیمیا کہیں
گم ہو گیا ہی اوس کی محبت میں دل عزیزؔ
ملتا نہیں ہے سینے میں ہرگز تپا کہیں

سجدۂ احمد مختار کروں یا نہ کروں　　مذہب عشق سے انکار کروں یا نہ کروں

آج تک اونکی حقیقت سے خبردار نہیں — شیخ کو محرم اسرار کروں یا نہ کروں

ان کی فرقت میں جو روتا ہوں نہ رو کو مجھکو — کچھ دوائے دلِ بیمار کروں یا نہ کروں

قاب قوسین سے جاہل ہے کہوں یا نہ کہوں — واعظ شہر کو بیزار کروں یا نہ کروں

اپنے رندوں کو وہ آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں — پارساؤں کو خبردار کروں یا نہ کروں

یا نبی کہنے سے کرتا ہی غضب زاہد خشک — ایسے اسلام سے میں عار کروں یا نہ کروں

اونکی تصویر دکھاؤں کہ چھپائے رکھوں — سب کو دیوانۂ دیدار کروں یا نہ کروں

جو احد ہی وہی احمدؐ ہی وہی ہی ایماں — کھل کے اس بات پہ اقرار کروں یا نہ کروں

تابِ نالہ اونھیں رحمت سے نہ آئیگی عزیز
جاگے ہیں خواب سے بیدار کروں یا نہ کروں

ترا در ہی اور میں ہوں اور کنج پائیں — عجب راحتیں اس جگہ دل نے پائیں

بنا کر تجھے مظہر حسنِ مطلق — خدا نے یہ سب اپنی شانیں دکھائیں

رمیٰ مارمیٰ اور دنیٰ اور فاوحیٰ — سوا تیرے کس نے یہ باتیں سنائیں

شدید القویٰ اپنی تعلیم بھولا — نہی شوخیاں اور ہی رنگ لائیں

دلِ مردہ کو زندہ کردے جو دیکھے — جسے تو نے اپنی ادائیں سکھائیں

ترا عشق مومن کو کرتا ہے کافر — جہاں میں نہ تھا تجھ سے پہلے یہ آئین

ترا نور جب پردۂ کن سے چمکا — تو روحیں محبت سے جسموں میں آئیں

عجب کیا اگر ہے یہ اللہ کا گھر   تری خوبیاں مرے دل میں سمائیں
عزیز اللہ اللہ یہ رندی یہ مستی
عجب حالتیں تونے اپنی بنائیں

فانی ہوا ہیں عشق رسالت مآب میں   گم ہو کے روز حشر نہ آیا حساب میں
کیونکر چھپائیں منہ کو وہ کن کی نقاب میں   کرتی ہے رخنہ حسن کی شوخی حجاب میں
احمد کہوں ادب سے ادبھیں یا کچھ اور ہی   ڈالا ہی مجھ کو دل نے عجب اضطراب میں
آتا ہے اونکے دیکھنے والوں کو غش یہ عشق   ہرگز یہ بیخودی نہیں مستِ شراب میں
دکھلا رہی ہیں اونکے مظاہر عجب طلسم   دریا میں ہی حباب تو دریا حباب میں
چاروں طرف سے نور الٰہی محیط ہے   کیسے بسے ہیں وہ دلِ خانہ خراب میں
دل لیکے مجھ سے حضرت خادم نے اے عزیز
پہونچا دیا رسولِ خدا کی جناب میں

وہ رُخ روشن وہ خطِ سوسن وہ قد زیبا وہ لب خنداں
وہ رُخ گلشن وہ خط رہزن وہ قد رعنا وہ لب مرجاں
دہن شیریں، زباں شیریں نگہ جادو مژہ دلکش
سخن شیریں، بیاں شیریں، وہ مو سنبل وہ بو ریحاں

وہ رُخ تاباں وہ خط دلجو وہ قد یکتا وہ لب گو یا
وہ رُخ فرقاں وہ خط خوشبو وہ قد بالا وہ لب درماں
دہن نوشیں زبان نوشیں نگہ نشتر مژہ خوشتر
سخن نوشیں بیاں نوشیں وہ مو نافہ وہ بو بستاں
لکھا میں نے عزیزان چار بیتوں کو معقد میں
چوالیس اور دو سو ہوں کروں گر منقلب ارکاں ۔

اون کی منزل میں کہیں کوئی در و بام نہیں
سمت کا نام نہیں

وہ جگہ ہے کہ جہاں صبح نہیں شام نہیں
دور ایام نہیں

کوئی مقصود نہیں احمدِ مرسل کے سوا
ہیں وہ محبوب خدا

ان کی فرقت میں دلِ خستہ کو آرام نہیں
چین سے کام نہیں

سُنّتِ عشق کو کرتا ہوں شب و روز ادا
انپہ ہوتا ہوں فدا

عاشق پختہ ہوں مجھ کو طمع خام نہیں
ہوش فرجام نہیں

احمدِ پاک جو آئے تو کیا حق نے ظہور
دیکھ یہ صورتِ نور

مستِ دیدار ہوں میں جرعہ کشِ جام نہیں
بادہ آشام نہیں

جو ہوا ان کے تصوّر میں خیالات سے دور
ہے وہی مردِ حضور

اُس کے مسلک میں کوئی خاص نہیں عام نہیں
کفر و اسلام نہیں

حمد مخصوص ہوئی اوس قدو کا کل کے لئے ‏ ‏ فرض ہے کل کے لئے
اوّل فاتحہ میں کیا وہ الف لام نہیں ‏ ‏ اسمیں ابہام نہیں
کر دیا حضرتِ خادم نے عزیز اون میں فنا ‏ ‏ ہوگیا انت انا
ابتو ہرگز مجھے آغاز سے کچھ کام نہیں ‏ ‏ فکرِ انجام نہیں

گرچہ سب لوگ اوٹھیں مکی مدنی کہتے ہیں ‏ ‏ ہم اوٹھیں دیکھ کے اللہ وغنی کہتے ہیں
ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ احمد ہیں احد ‏ ‏ علم والوں سے جو کہتے نہ بنی کہتے ہیں
واعظِ شہر کہاں مسلکِ عشاق کہاں ‏ ‏ رہنمائی کو یہاں راہزنی کہتے ہیں
ہونگے طوبیٰ کے تلے باغِ جناں میں آزاد ‏ ‏ آپکے قد کو جو سروِ چمنی کہتے ہیں
وہ تو جاں بخش ہیں سمجھے نہیں ہرگز سرِ مو ‏ ‏ اونکے بالوں کو جو مشکِ ختنی کہتے ہیں
سایہ ہمراہ رہے یہ بھی تحمل نہ ہوا ‏ ‏ اللہ اللہ اسے نازک بدنی کہتے ہیں
جو سمجھتے ہیں اوٹھیں ترکِ کمانکش وہ لوگ ‏ ‏ قابِ قوسین کو ناوک فگنی کہتے ہیں
سبز رنگی جسے کہتے ہیں وہ انسے سرسبز ‏ ‏ اونسے رنگین جسے گل پیرہنی کہتے ہیں
لال ہوان کی زبان گر وہ دکھائے جو مہر ‏ ‏ لعلِ احمدؐ کو جو لعلِ یمنی کہتے ہیں
اونکے عاشق سے کوئی اوسکی حلاوت پوچھے ‏ ‏ اہلِ تقویٰ جسے توبہ شکنی کہتے ہیں
زندہ ہوتا ہے دلِ مردہ وہ باتیں سنکر ‏ ‏ تلخ گو لوگ بھی شیریں سخنی کہتے ہیں
راہِ یثرب میں اکیلا نہ سمجھ مجھکو عزیز ‏ ‏ ساتھ ہے جسکو غریب الوطنی کہتے ہیں

عشق حسن ملیح کر دیکھو — حضرتِ یوسف آدمر دیکھو
ارنی کب تک اے کلیم اللہ — اوسکی صورت کو اک نظر دیکھو
اے مسیحا زمین پہ ہے وہ حبیب — آسماں سے ذرا اُتر دیکھو
احد احمد ہیں مثل شمش و قمر — سایہ شمس ہے قمر دیکھو
قاب قوسین طاقِ ابرو ہے — جبرئیل آؤ آنکھ بھر دیکھو
کعبہ رو ہے وہ اے خلیل اللہ — آؤ آؤ خدا کا گھر دیکھو
دیکھو اے نوح اوسکے عاشق کو — جوشِ طوفان چشم تر دیکھو
خضر کب تک تلاش آبحیات — خاک یثرب میں جا کے مر دیکھو
وہ تو ہی ہر مقام پر موجود — دیکھنا شرط ہے اگر دیکھو
آج تک دل کو زندہ کرتی ہے — اوس کی ہر بات کا اثر دیکھو

ہند میں کب تلک رہوگے عزیز
اب تو عزم مدینہ کر دیکھو

جسکو ہو گھر کی محبت اُسے گھر جانے دو — مجھکو رہنے دو یہیں اور یہیں مر جانے دو
اونکے در پر دل بیتاب کو دھر جانے دو — مر کے پہونچا ہوں یہاں کچھ مجھے کر جانے دو
ہو کے برباد رہوں گا میں وہیں خانہ بدوش — کوئے احمدؐ میں مجھے خاک بسر جانے دو
اونکو بیتابی عشاق پسند آتی ہے — داغ دل لیکے مجھے خستہ جگر جانے دو

حلقۂ کاکلِ احمد میں پھنسا دو دل کو
جو بلا سر پہ گذر جائے گذر جانے دو

اونکے عاشق کیلیئے دیر و حرم ہیں یکساں
ہاں یہ سرگشتہ جدھر جائے اُدھر جانے دو

جوشِ دل اونکو دکھاتا ہی قیامت میں مجھے
خاک تک دیدۂ خونبار کو تر جانے دو

ماہ ہی کاسہ بکف سائل نور اونکے حضور
مہر کہتا ہی مرے جام کو بھر جانے دو

آنے دو شوق سے دل کو اگر آئے اون پر
جان کیا چیز ہی جاتی ہی اگر جانے دو

دیکھ لو چل کے مدینے کو ان آنکھوں سے عزیزؔ
پھر تو کچھ غم نہیں گر جائے نظر جانے دو

اللہ اکبر وہ چشم و ابرو
شانِ خدا ہے کعبے میں جادو

جو نور احمد آنکھوں سے دیکھے
دونوں جہاں سے ہو جائے یکسو

گر ہو بصیرت عینِ بصر ہے
وہ صبح عارض وہ شام گیسو

کیا طرفہ گل ہی وہ روئے رنگیں
آتی ہی اوس سے وحدت کی خوشبو

محو تجلی ہیں اون کی آنکھیں
آتش پرستی کرتے ہیں آہو

گر گل کھلائے اونکی محبت
نارِ جہنم ہو ۔ باغِ مینو

چل اے عزیزؔ اب سوئے مدینہ
بیخود رواں ہو گر ہے خدا جو

وہی عاشق ہے جو گم ہو کے فنا ہوا نہیں — یہ خبر دی اثر بے خبری نے مجھکو

نظر آتا ہے مجھے صورت احمدؐ میں احد — محو دیدار کیا بوالعجبی نے مجھکو

نور احمدؐ سے نمودار ہوئے سب انوار — کردیا اہل نظر پرتو قرنی نے مجھکو

آئینہ بنکے دکھایا وہ جمال روشن — نسبت معنوی سر خفی نے مجھکو

شاہ خادمؒ نے محبت سے کیا مجھکو عزیز — لطف سے گھیر لیا نور نبی نے مجھکو

جلوہ دکھلاؤ یارسولؐ اللہ — اب نہ ترساؤ یارسولؐ اللہ

ابر رحمت کو میری تربت پر — خوب برساؤ یارسولؐ اللہ

کُنتُ کنزاً میں کون مخفی تھا — کچھ تو فرماؤ یارسولؐ اللہ

تم کو سمجھا ہے احمدؐ بے میم — دل کو سمجھاؤ یارسولؐ اللہ

کیا کہوں تم کو اور کیا سمجھوں — خود ہی بتلاؤ یارسولؐ اللہ

دونوں عالم تمھارے مظہر ہیں — آؤ یا جاؤ۔ یارسولؐ اللہ

نکلے جب کالبد سے جان عزیز — سامنے آؤ یارسولؐ اللہ

کیا رُخ سید ابرار ہے اللہ اللہ — ہر طرف جلوہ دیدار ہے اللہ اللہ

جب سے نرگس کو نظر آئی ہے وہ چشم سیاہ — جوش آشوب سے بیمار ہے اللہ اللہ

خاک پاک قدم پاک رسول عربی۔ — سرمۂ دیدۂ بیدار ہے اللہ اللہ

کیوں نہ ہو خلد میں مسجود ملائک آدم — عاشق احمدؐ مختار رہے اللہ اللہ
گر جز لیں وہ تو ہرگز نہیں رحمت سے بعید — ابتو دل غم سے بہت زار ہی اللہ اللہ
جسنے دیکھا اونھیں اور جان کے پہچان لیا — بس وہی محرم اسرار رہے اللہ اللہ
اونکی فرقت میں جو آنکھوں سے بہے خوں ہو کر — جان اس دل کی طلبگار ہی اللہ اللہ

کیا عجب گر دل سرگشتہ کو سودا ہی عزیز
اونکی کاکل میں گرفتار رہے اللہ اللہ

کوئی دیکھے اونکے آگے اضطراب آئینہ — پانی پانی ہو کے بہہ جاتا ہی آب آئینہ
عکس حسنِ مست احمدؐ نے بنایا میکدہ — اب ہی آب آئینہ گویا شراب آئینہ
ان کے رُخ کی آبروسی پاک دامن ہو گیا — پاک ہی تر دامنی سے اب حساب آئینہ
بے خبر ہی سب سے اون کا روئے روشن دیکھکر — حیرتِ دیدار ہی گویا کہ خواب آئینہ
مردمک ہی آئینہ اور نور احمدؐ آفتاب — دیکھہ اے صاحب نظر یہ آفتاب آئینہ
آنکھ سے کیونکر چھپے جب اونکی صورت دل میں ہو — آئینہ ہرگز نہیں ہوتا حجاب آئینہ
آئینہ عاشق ہوا ہی اونکی صورت دیکھکر — منتخب ہی سب جہاں میں انتخاب آئینہ
آئینہ جب سے ہوا اوس بحر خوبی میں فنا — آب جو ہی استعارہ ہی حباب آئینہ
ابتو ہی اس رُخ کی تابش سے درخشاں کیا عجب — برق پہ گرنے لگے برقِ عتاب آئینہ
وہ جو دیکھیں آئینہ ہو جائے یہ نقشہ عزیز — ہو کتاب اللہ پہ صادق کتاب آئینہ

حشر کا دن خاص ہی جن کے لئے
عین رحمت ہیں وہ اس دن کے لئے

عاصیوں کو دیکھکر کہتے ہیں وہ !
آئے ہیں ہم خاص کر ان کے لئے

بدر میں جو ہونے والے تھے شہید
سب کے نام اعجاز سے گن کے لئے

غیب سے وہ معجز قرانِ پاک
لائے ہیں ہر انس و ہر جن کے لئے

گر نہ تھے ہم پر کرم سے مہربان
پھر وہ طوبیٰ کہہ گئے کن کے لئے

مجھکو غم ہے لیکن ان کے ہجر کا
کیا تدارک ایسی لیکن کے لئے

جنبشِ دل سے گر اون کا نام لے
جان حاضر ہے مؤذن کے لئے

شک نہ ہو اور دل میں ہو اون کی جگہ
ہے یہی ایمان مومن کے لئے

وہ ملیں گر دل نہ ہو زیر و زبر
جزم ہے مخصوص ساکن کے لئے

سن کے اون کا نام یوں جھکتا ہے دل
جیسے جر ملزوم ہے من کے لئے

پیری اوس پر نعت میں شوخی عزیز
چاہیئے تمکیں اس سن کے لئے

جانِ مضطر ہے درِ احمد پہ جانے کے لئے
سر لگا رکھا ہے اون کے آستانے کیلئے

کیا کروں اون پہ تصدق سنکے اونکا نامِ پاک
جان قدسی چاہیئے قربان جانے کیلئے

کون حق بیں ہے کہ بے پردہ تجلّی دیکھ لے
مصطفےٰ آئے جمالِ حق دکھلانے کیلئے

کچھ نہ پوچھو ماجرائے ذوقِ دیدارِ حبیب
ہمکو آنکھیں دی گئیں آنسو بہانے کیلئے

ان کو مہمان وہ کرے جو عین وجہ اللہ ہو
اور ہی منھ چاہیئے اونکے بلانے کیلئے

پائیں یہ دو نعمتیں مر مر کے اونکی راہ میں
دل تڑپنے کیلئے آنکھیں بچھانے کیلئے

گرچہ ہوں ناپاک کرتے ہیں مرے دلیں گذر
اپنی رحمت سے مری حسرت بڑھانے کیلئے

اونکی امت کیوں نہو روشن بصر سب سے سوا
سرمۂ مازاغ لے آئی لگانے کیلئے

رشکِ گل سالارِ کل ختم رسل شمع سبل
کیسی رحمت بنکے آئی سب زمانے کیلئے

اللہ اللہ وہ قبائے ناز و دامان دراز
گوشہ ہر جانب ہے امت کے چھپانے کیلئے

اونکے ہر فرمان پر دل بھی جھکا سر بھی جھکا
ہم کو کافی ہے یہی ایمان لانے کیلئے

جسکو داور نے بلایا بھیجکر جبریل کو
کیا کرے گا کوئی سامان اسکے آنے کیلئے

اونکے آنیکی خبر دینے کو آئے انبیا
آئے تھے وہ سب ہی مژدہ سنانے کیلئے

عمر گذری اس گلِ رعنا کی فرقت میں عزیز
آئے اس گلزار میں ہم خار کھانے کے لئے

دلِ عاشق کیحالت کو دلِ گمراہ کیا جانے
جو ہو بیدرد وہ عشق رسول اللہ کیا جانے

جو بیخود ہو وہی پہچانے حسنِ احمد کو
دلِ غافل کی کیفیت دلِ آگاہ کیا جانے

اگر آنکھوں میں ہو حسنِ رسول اللہ کا نقشہ
تو ہر بیرونِ در سترِ حریم شاہ کیا جانے

حبیب کبریا کے شوق میں آنسو ٹپکتے ہیں
مری تر دامنی کو زاہد خشک آہ کیا جانے

عزیز اونکی حقیقت کو وہی سمجھے جو فانی ہو
یہ راہِ عشق ہے ہر بوالہوس یہ راہ کیا جانے

نگاہِ مصطفےٰ جس پر پڑی ہے
وہ مستِ جامِ وحدت ہر گھڑی ہے

درِ احمدؐ پہ ہر ساعت کھڑی ہے
قیامت کو وہاں اپنی پڑی ہے

تماشا ہو پئے گر زاہدِ خشک
شرابِ عشقِ پیغمبر کڑی ہے

مری تقریر نعتِ مصطفےٰ میں
مسلسل موتیوں کی اک لڑی ہے

وہ رحمت بنکے جب آئے تو کیا غم
فرشتوں نے اگر بیڑی ہی جڑی ہے

کہاں یہ منہ کہاں اس منہ کی باتیں
جو چھوٹی بات ہے وہ بھی بڑی ہے

عزیزؔ آئیں تو ہو سکتا ہوں قرباں
ابھی تک سانس سینے میں اڑی ہے

دونوں عالم میں بن آئی ہے تری یاروں کی
واہ کیا بات محبت کے گرفتاروں کی

اے شفیعِ دو جہاں تو جو نہ ہوتا حامی
کون لیتا خبر امت کے سیہ کاروں کی

ہم کو کیا ڈر ہے جو آتی ہے قیامت آئے
پاسداری ہے تجھے اپنے گنہ گاروں کی

روبرو آ کے ترے رعب سے تھرانے لگے
گردنیں جھک گئیں تعظیم سے سرداروں کی

تیری خاطر کو بہر حال مقدم رکھا
بھیجدیں آیتیں اللہ نے اقراروں کی

دیکھ لیں تجھکو برہمن تو مسلماں ہو جائیں
کچھ حقیقت نہ رہے آنکھ میں زناروں کی

ایڑیاں تیری جدائی میں رگڑتا ہے عزیزؔ
دیکھی جاتی نہیں حالت ترے بیماروں کی

عجب خوبی ہے محبوبِ خُدا کی — قضا مشتاق ہے حُسن ادا کی
تجلّی دیکھ روئے مصطفےٰ کی — یہ مصحف میں چمک ہی والضّحیٰ کی
فدا ہوتا ہی اون پر جوہرِ کل — حقیقت کیا ہی رند و پارسا کی
محیطِ کل ہو گر دل میں سمائی — محبّت اوس جمالِ دلربا کی
اوٹھا دیتی ہے دل سی پردۂ دل — سیاہی اونکی چشم سرمہ سا کی
خبر لو یا نبی اللہ خبر لو — بُری حالت ہے جانِ مبتلا کی
عزیز اون کی ثنا اور تیری تقریر
وہ نور پاک تو انسان خاکی

جہاں تک ہماری نظر جائیگی — ترے جلوۂ نور پر جائیگی
کبھی دیکھ ہی لیں گے تیرا جمال — اگر بے خودی کام کر جائیگی
نہ دیکھیں گے تیرے سوا اور کچھ — نگاہِ خدا بیں جدھر جائیگی
ترے غم نے گر غرقِ رحمت کیا — مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی
مدینے کو چل جلد ورنہ عزیز
یہ عمر دو روزہ گذر جائیگی

عشق احمد نے بدل دی مری حالت کیسی — ننگ و ناموس سی آئی مجھے نفرت کیسی

ہر رگ و پے سے محمدؐ کی صدا آتی ہے / دل کو اس نام سے آئی ہے محبت کیسی

زخم دل شور ہیں آتا ہی جو کرتا ہوں نظر / چھا گئی آنکھوں میں احمدؐ کی ملاحت کیسی

یہ سب الفاظ تعین ہیں وہ ہیں انسے بری / جس جگہ وہ ہیں وہاں وحدت و کثرت کیسی

ان کے فرمان کو فرمانِ خدا سمجھا ہوں / مجھ سے پوچھو نہ کہ ہے اون کی شریعت کیسی

شرع کہتی ہے کہ جائز نہیں مستی میں نماز / گم کرے جب وہ تجلی تو عبادت کیسی

اون کے انوار میں خیرہ ہے نگاہِ عرفاں / بے نہایت ہے وہ درگاہ نہایت کیسی

اب تو آرام نہیں مجھ کو جدائی میں عزیزؔ
کیا کہوں تجھ سے کہ بیخود ہے طبیعت کیسی

ہے مری آنکھوں میں نورِ حق نمائے مصطفےٰ / مردم دیدہ میں گھر بیٹھے فدائے مصطفےٰ

آپ آئے اور سب عالم کو لائے مصطفےٰ / خود جمالِ مصطفےٰ ہے دلربائے مصطفےٰ

بنکے نور آنکھوں میں ہو کر دلمیں آئے مصطفےٰ / خون رولاتی ہے مجھے ہر دم ادائے مصطفےٰ

حضرتِ موسیٰ کلیم اللہ ہیں لاریب فیہ / ہوں مگر بیتاب گر صورت دکھائے مصطفےٰ

نورِ حق سے ہوتی ہے خورشید آسا اوسکی شان / جلوہ دکھلا کر جسے بیخود بنائے مصطفےٰ

زاہدان خشک سمجھے ہیں کہ وہ ہیں خاک میں / فی الحقیقت سینۂ صوفی ہے جائے مصطفےٰ

سایۂ احمدؐ میں آیا دیکھکر شانِ جلال / آفتاب حشر ہے تحت لوائے مصطفےٰ

اوسکی انوار تجلی ہیں محیطِ کائنات / بس ہے سبحان الذی اسریٰ ثنائے مصطفےٰ

اوسکی انوار تجلی ہیں محیطِ کائنات ‌ ‌ بس ہی سبحان الذی اسری ثنائے مصطفےٰ
کیوں نہ اترائیں لباسِ فقر میں عشاق پاک ‌ ‌ جب نوید سبحِ مراتبا سنائے مصطفےٰ

ہوگئی کثرت نظر میں عین وحدت جب عزیزؔ
حضرتِ خادم کی صورت میں سمائے مصطفےٰ

کھلا بھید خیر الوریٰ کہتے کہتے ‌ ‌ ہوا میں فنا مصطفےٰ کہتے کہتے
مرے منہ سے آنے لگی بوئے نافہ ‌ ‌ تری زلف کو مشک سا کہتے کہتے
گئے آدم و شیث و موسیٰ و عیسیٰ ‌ ‌ تجھے خاتم الانبیا کہتے کہتے
شعاعیں ہوئیں میری باتوں سے پیدا ‌ ‌ ترے منھ کو شمس الضحیٰ کہتے کہتے
زیادہ ہوئی عقل کل کی بصیرت ‌ ‌ تری شان میں ماطغا کہتے کہتے
کہاں میں جب جلالِ ل اونکے آگے ‌ ‌ ہوا یہ کہ بیخود ہوا کہتے کہتے

عزیزؔ آرزو ہی کہ جب مرگ آئے
دمِ آخر ہو صلِّ علےٰ کہتے کہتے

کرتی ہی عجب جادو دلبر یہ دل آرائی ‌ ‌ آنکھوں سے چمکتی ہی مازاغ کی رعنائی
انسان اگر دیکھے ہر آنکھ کی بیتابی ‌ ‌ بے پردہ نظر آئے اوس نور کی یکتائی
پیدا ہی ترے لب سی شیدا ہی ترے رخ پر ‌ ‌ ہر جسم کی جان بخشی ہر شکل کی زیبائی

مشتاق تکلم ہی کچھ بول تبسم کر
بھولی ہی مسیحا کو اب اپنی مسیحائی

آئینۂ وحدت ہی یہ روئے جہاں آرا
کیا صورت نورانی اللہ نے دکھلائی

جب تیری حقیقت نے عالم کو کیا روشن
آدم کی سراپا نے یہ جلوہ گری پائی

بھرتا ہی حباب آسا دم تیری محبت کا
جسدن سے ہوا پیدا ہی یہ گنبدِ مینائی

ہوتا ہی عزیز آخر آئے ہیں وہ بالیں پر
بیتابیٔ دل کو اون کو رحمت سے ادھر لائی

وہاں کے اسرار کس سے پوچھوں نسیم تو بھی نہیں گئی ہے
عجب حرم ہے مقامِ احمدؐ کہ گل کی بُو بھی نہیں گئی ہی

شعاع شکل زماں ہی لیکن یہ بات اوس سے کہاں ہی ممکن
کریگی کس منھ سے وصف احمدؐ کہ روبرو بھی نہیں گئی ہی

گیا ہی دم بھر جو اونکے در پر پھر اوس کی طینت سے زندگی بھر
وہاں کی بو بھی نہیں گئی ہی وہاں کی خو بھی نہیں گئی ہی

جو دور احمدؐ میں میکدہ ہی ہے آفتابی پلی اکی اوسمیں
وہاں سبو بھی نہیں گیا ہی مئے سبو بھی نہیں گئی ہی

نہیں وہ ہرگز عوض کے طالب لگاہِ رحمت ہی سبکی جانب
وہ آنکھ انداز دشمنی سے سوئے عدو بھی نہیں گئی ہی

وہ اپنی عصمت سے جس کو چاہیں تمام عیبوں سے پاک کر دیں
صبا نہایت ہی پاک دامن پر اونکو چھو بھی نہیں گئی ہے
عزیز دیکھے تو کیسے دیکھے نگاہ اون کی تجلیوں کو
وہ جلوہ فرما ہیں شش جہت میں یہ چار سو بھی نہیں گئی ہے

ترکیب بند مسمیٰ بہ نالۂ دردمند

آستانہ ہے ترا، اور سرِ اخلاص مرا　　تاج شبلی کی ہو کیونکر مرے دل کو پرواہ
دربدر پھر کے مرا، جو ترے در کا نہ ہوا　　سارے عالم میں نہیں ہے کوئی دلبر تجھ سا
جاں فدائے تو کہ ہم جانی و ہم جانانی
ہر کہ شد خاکِ درت رُشت ز سر گرد انی

میں تو اک رندِ خرابات نشیں ہوں ساقی　　خوب ظاہر ہے کہ مفتی ہوں نہ صوفی نہ ولی
پارسائی سے علاقہ نہیں مجھکو کچھ بھی　　زہد کیا چیز، ورع کیا ہے کرامت کیسی
زاں مئے صاف گر دبخشیہ شود ہر خامے
گرچہ ماہِ رمضان ست بیادر جامے

غیر ممکن ہے کہ طائر کو پسند آئے قفس　　روح قالب سے جدا ہوگی سن اے پاک نفس
جب یہ ثابت ہے کہ دنیا ہے طرب خانہ خس　　کس لئے ہے تجھے اسباب تنعم کی ہوس

اے دل آں بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی

بے زر و گنج بصد حشمتِ قاروں باشی

گرچہ زہاد ہیں ہر دم کے ستانے والے | سر ٹپکتے رہیں افسانہ سنانے والے
ہم نہیں ہیں در دلدار سے جانیوالے | پھر کے جاتے نہیں اس کوچے سے آنیوالے

تا ز میخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود

سر ما خاکِ رہِ پیرِ مغاں خواہد بود

عشق کرتا نہیں ہر بے سر و پا کو مقبول | دیکھ منصور سے عاشق کو بنایا مقتول
مرشد پاک نے رحمت سے کیا مجھکو قبول | خوب سمجھا کے بتایا کہ یہ ہی شان رسول

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند

گلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

اے ستمگر تجھے کچھ خوف خدا ہے کہ نہیں | کچھ بھی اندیشۂ ہنگام جزا ہی کہ نہیں
کہہ دے انصاف سے پایانِ جفا ہی کہ نہیں | قصۂ بلبل و گل تونے سنا ہی کہ نہیں

صبحدم مرغ چمن با گل نو خاستہ گفت

ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت

دل سے دل عالم وحدت میں خبر پاتا ہے | کیوں نہ آگاہ ہو جو خونِ جگر کھاتا ہے
بخت بیدار مجھے خواب میں دکھلاتا ہے | معجزہ سیکھے ہوئے قاصدِ یار آتا ہے

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید

که ز انفاسِ خوشش بوئے کسے می آید

زاہد افسوس طبیعت تری چالاک نہیں — بادۂ ناب ہی کیا شے تجھے ادراک نہیں
آبرو کی ترے ذہن میں کچھ خاک نہیں — میرے مشرب میں تو جو مے نہ پئے پاک نہیں

صوفی از پرتوِ مے راز نہانی دانست
گوہر ہر کس ازیں لعل توانی دانست

پہلے عشق اپنی حقیقت سے خبردار نہ تھا — خلوتِ حسن میں یوں محرمِ اسرار نہ تھا
کوئی احمد کے سوا قابلِ دیدار نہ تھا — تھا یہی نور جو اب ہے مگر اظہار نہ تھا

در ازل پرتوِ حسنت ز تجلی دم زد
عشق پیدا شد و آتش بہ ہمہ عالم زد

آب رحمت سے وہ خود بھر کے لئے آئے گا گر — اپنے مرقد پہ وہ کس شان سے لائے گاگر
شاہ خادم کی یہ گاگر ہے کرم سے لبریز — اُنکی قوت سے اٹھائے جو اٹھائے گاگر
جو مئے چشمۂ کوثر کی حلاوت پائے — خوب بھر بھر کے پیئے اور پلائے گاگر
رات دن مہبطِ انوار ہے اللہ اللہ — یہ وہ مرقد ہے جہاں عشق چڑھائے گاگر

آپ ہی گاتے ہیں اور آپ ہی سنتے ہیں عزیز
کون ہے وہ جو انہیں گا کے سنائے گاگر

شاہ خادم کی یہ چادر ہے بہاری چادر
عظمت نور الٰہی سے ہے بہاری چادر

ہم جو لے آئے تو رحمت نے دعا دی ہم کو
کہ اُٹھائے تمھیں اللہ ھماری چادر

مرقد پاک پہ جب اسکو چڑھایا ہم نے
پر ضیا ہو کے چمکنے لگی ساری چادر

باغ میں اس کی مہک پہونچی تو پہنیں ملنے کے معاً
شاخ سے ٹوٹ کے پھولوں نے سنواری چادر

سر بلندی مجھے حاصل ہوئی عزت سے عزیز
جب چڑھانے کے لئے سر سے اُتاری چادر

رباعیات

از [illegible] خورشید

جب حضرت مصطفیٰ کی بابت آئی
اترائی ہوئی [illegible] بہاری آئی
غم دور ہوا عزیز خوش ہو خوش آئی
کس شان سے مغفرت ہماری آئی

دیکھی جو نفاق کی تباہی ہم نے
[illegible]
احباب سے کیا بیان نہ چاہی ہم نے
پیغام عزیز [illegible] ہم نے

ہو العزیز

ہر سانس کے ساتھ جا رہی ہے عمر گھٹی
غفلت شب و روز اور سامنے ہے ٹٹی
اب وقت اجل بہت قریب آپہنچا
یہ عمر عزیز بس حسرا لبسے کٹی

احباب و اعزہ کی محبت دیکھی
ایک ایک کی وضع اور مروت دیکھی
دل میں کچھ ہے اور زبان پہ کچھ ہے عزیز
آنکھیں کھلیں جب سب کی حقیقت دیکھی

اعمالِ زبوں سے یا الٰہی توبہ
اور ہمتِ دوں سے یا الٰہی توبہ
تقلیدِ ہوائے نفس اور امیدِ نجات
اس جوشِ جنوں سے یا الٰہی توبہ
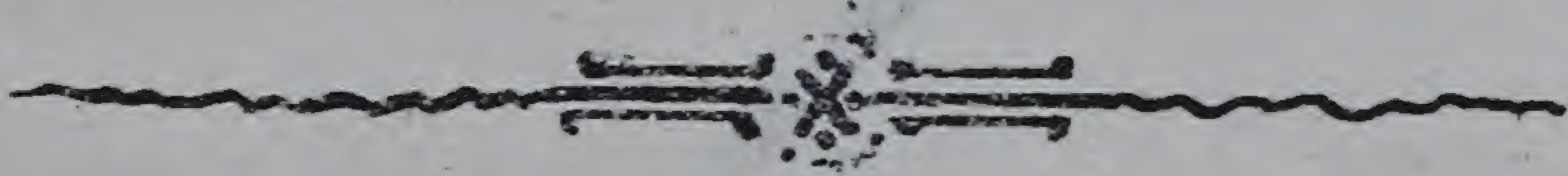
(مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

اتنے سوراخ ہوں دل میں کہ جگر غول ہو جائے — فکرِ دنیا نہ ہو اندیشۂ عقبیٰ نہ رہے

آنکھیں اس زور سے بہتی ہوں کہ طوفان کہیں — بہ کے پھر خشک ہوں ایسا رہے کہ قطرا نہ رہے

کبھی نالہ ہو کبھی آہ کبھی خاموشی — سارے غم ہوں مگر آخر میں کچھ اصلا نہ رہے

انا لیلیٰ یہ ہوا قیس کا انجام عزیزؔ
وہی عاشق ہے کہ جسکو کوئی پروا نہ رہے

کوئی ہے مومن کوئی ہے ترسا خدا کی باتیں خدا ہی جانے
عجب طرح کا ہے یہ تماشہ خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کوئی جو سمجھے تو کیسے سمجھے بہت پڑے ہیں غضب کے دھوکے
کہیں ہے بندہ کہیں ہے مولیٰ خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کہیں انا الحق وہ آپ بولا فقیر بن کر یہ بھید کھولا
کہیں بنا ہے وہ آپ بھولا۔ خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہر ایک شے کا وہی ہے باطن ہر ایک شے سے وہی ہے ظاہر
مگر وہ ہر شے سے ہے نرالا۔ خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کہیں بنا ہے عزیزؔ خادم کہیں جو دیکھا تو وہ صفی ہے
غرض یہ فتنے کئے ہیں برپا خدا کی باتیں خدا ہی جانے

آشکارا ہوئی آدم کی حقیقت تجھ سے   جس طرح گنت نبیّاً سے حقیقت تیری
جسم و جاں کو تری ہستی نے عطا کی ہستی   دونوں عالم میں سمائی نہیں نعمت تیری

نورِ حق کیوں نہ سما جائے ترے دل میں عزیزؔ
کیسے محبوب پہ آئی ہے طبیعت تیری

مجھے عشق نے یہ بتا دیا کہ نہ ہجر ہے نہ وصال ہے
اُسی ذاتِ پاک کا میں ظہور ہوں یہ جمال اُسی کا جمال ہے

وہی صورت اور وہی آئینہ جو خیال دل سے یہ جائے نہ
تو وہ روبرو ہے ہر آئینہ یہی شانِ شانِ کمال ہے

کوئی اور حق کے سوا نہیں ازل و ابد ہے وہ آپ ہی
وہی آپ لیس کمثلہٖ وہی آپ اپنی مثال ہے

مری بندگی ہے تو بس یہی کہ کروں میں اپنی ہی بندگی
یہی ذکر ہے یہی فکر ہے یہی حال ہے یہی قال ہے

میں فدائے مرشدِ پاک ہوں در بارگاہ کی خاک ہوں
نہ سما کے مجھ میں یہ کہتے ہیں کہ عزیزؔ غیر محال ہے

دل کو کچھ غم نہ ہو سر میں کوئی سودا نہ رہے   انتہا عشق کی یہ ہے کہ تمنّا نہ رہے

فرما گئے آپ نحن اقرب ۔ دلکش ہے دھمک رگِ گلو کی
اس نور کی حد نظر نہ آئی ہر چند نگاہ چار سو کی
لائی ہے نسیم اُن کی خوشبو حاجت نہیں ساغر و سبو کی

سرگشتہ ہوا عزیزؔ اختر
گیسو کی صفت جو مو بہ مو کی

اگر عشق کی رہنمائی نہ ہوتی تو احمد کے در تک رسائی نہ ہوتی
نہ اول وہ آخر وہ ظاہر وہ باطن اگر وہ نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی
چمکتا نہ آئینہ صاف بن کر وہ صورت جو دل میں سمائی نہ ہوتی
جو آدم نہ پاتے محمد کا نقشہ تو انسان میں دل ربائی نہ ہوتی

عزیزؔ آہ اگر عشق دل میں نہ ہوتا
تو رسوائیِ پارسائی نہ ہوتی

مصحفِ پاک ہے کونین میں حجت تیری حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت تیری
انبیا سب ترے میثاق پہ مبعوث ہوئے کُل کے نزدیک مقدم ہے شہادت تیری
مغفرت کیوں نہ ملے مل کے مدارا اس سے جسکی تقدیر میں لکھی ہے شفاعت تیری
ہم سیہ کاروں کو کیوں کر نہ ہو امید کرم ہے سب آفاق کو گھیرے ہوئے رحمت تیری

کیا کہوں طرفہ ماجرا ہے عزیزؔ
دل گیا بے خودی نہیں جاتی

ہوا بے خود جسے دم بھر یہ رعنائی نظر آئی
مرے دل سے کوئی پوچھے تری آنکھوں کی رعنائی

دکھاتا ہے لب خاموش کیا اعجاز خاموشی
مسیحا گر تجھے دیکھے فدا کر دے مسیحائی

کھلی دل کی حقیقت دل پر اس شان جمالی سے
سمائی اس میں تجھکو دیکھ کر آنکھوں کی بینائی

کہاں تھی اور کس میں حضرت آدم سے عیسیٰ تک
یہ خوش خوئی و ہمدردی یہ دلجوئی و یکتائی

عزیزؔ ایمان لایا ہوں مریں اس محبوب یکتا پر
کوئی دیکھے مری آنکھوں سے وہ خوبی و زیبائی

اللہ کی جس نے جستجو کی
احمد کی شبیہ روبرو کی

سجدہ کیا ان کے در پہ رو کر
ہے شرط نماز میں وضو کی

اللہ اللہ شان اللہ
احمد کی زباں سے گفتگو کی

موجود ہوئے یہ ماہ و شما اے نور محمد صلی اللہ

آغاز تو ہے انجام تو ہے ایمان تو ہے اسلام تو ہے
ہے تجھ پہ عزیز خستہ فدا اے نور محمد صلی اللہ

دیئے ساقی نے مجھکو چند جام آہستہ آہستہ ہوا یہ دور مے آخر تمام آہستہ آہستہ
کرے گر کوئی یوسف ہو کے زنداں میں شکیبائی عزیز مصر ہو اُس کا غلام آہستہ آہستہ
ادب سے سر جھکا کر قاصد اُس کے روبرو جانا نہایت شوق سے کہنا پیام آہستہ آہستہ
ترقی ہوتی جاتی ہے اگر واقف نہ ہو سالک چلے منزل تو پاتا ہے مقام آہستہ آہستہ
عزیز خستہ جاں سے کچھ علاقہ انکو ہے بیشک
لیا کرتے ہیں زیر لب یہ نام آہستہ آہستہ

الفت زندگی نہیں جاتی جان بے عشق دی نہیں جاتی
کیوں نہ ہو کم سخن وہ تنگ دہن منہ سے کچھ بات کی نہیں جاتی
جائیگی ایک دن فراق میں جان کیا ہوا اگر ابھی نہیں جاتی
بادۂ بے خمار دے ساقی یہ مئے تلخ پی نہیں جاتی
جان جائے تو آرزو جائے یہ بلا جیتے جی نہیں جاتی
زندہ کرتے ہیں پھر جو مرتا ہے دل یہ محبت کبھی نہیں جاتی

ج

بے حقیقت نظر آتا ہے یہ عالم اُس کو
جس کو وہ اپنی حقیقت کی خبر دیتے ہیں

اُن کی باتوں کی حلاوت سے جو پاتا ہے مزہ
اسکی ہر بات کو کچھ اور ہی اثر دیتے ہیں

دیکھ لیتے ہیں محبوں کے جگر کو پہلے
سب کو کب خستگی داغ جگر دیتے ہیں

نہیں چھپتا ہے چھپائے سے دم نزع عزیز
جس کو وہ نور دل و نور نظر دیتے ہیں

ہر سمت میں ہے تو جلوہ نما اے نور محمد صلی اللہ
آفاق کو تو نے گھیر لیا اے نور محمد صلی اللہ

دکھلا کے چمک بالائے فلک آدم کو کیا مسجود ملک
موسی کو بنایا اِنّی اَنَا اے نور محمد صلی اللہ

تو سب میں نہاں سب تجھ سے عیاں ہیں تیرے لئے یہ کون و مکاں
باہر ہے بیاں سے تیری ثنا اے نور محمد صلی اللہ

تنزیہ تو ہی تشبیہ تو ہی ہر وجہ سے ہے تو جیہ تو ہی
ہے تیری صفت لولاک لما اے نور محمد صلی اللہ

ہر حسن ادا ہے تیری ادا ہے تیری حقیقت کن سے جدا
عاشق ہے تری صورت پہ خدا اے نور محمد صلی اللہ

جب تو نے دکھایا روئے حسیں ارواح جہاں مرآۃ بنیں

ب

کر دیا اس کی محبت نے غنی — اب کسی بات کی حسرت ہی نہیں

میں نے دیکھی ہیں وہ آنکھیں ساقی — جام مے کی مجھے حاجت ہی نہیں

یار کی شکل کو بس دیکھ عزیزؔ

اور حق کی کوئی صورت ہی نہیں

سکھائی ناز نے قاتل کو بیدردی کی خو برسوں

رہی بیتاب سینہ میں ہماری آرزو برسوں

گرا سجدے میں تجھ کو دیکھتے ہی وائے رسوائی

کیا تھا جس ولی نے آب زمزم سے وضو برسوں

عجب حالت میں ہو جاتا ہے اس کا دیکھنے والا

نہ پائے آپ کو ہرگز کرے گر جستجو برسوں

نہ پوچھو بے نیازی آہ طرز امتحاں دیکھو

ملائی خاک میں ہنس ہنس کے میری آبرو برسوں

خرابی ہو گئی زاہد بنایا ہجر ساقی نے

عزیزؔ افسوس الگ رہتا ہے ساغر سے سبو برسوں

انکے عاشق جو رہ عشق میں مر دیتے ہیں — جو نہ ہو حضرت عیسیٰ سے وہ کر دیتے ہیں

هُوالعزیز

تتمہ "عرفان عزیز" مطبوعہ بار دوم نظامی پریس بدایوں

انتخاب کلام اُردو حضرت منشی ولایت علیخاں عارف باللہ معروف بہ شاہ عزیز اللہ عزیز صفی پوری

تمھیں کو سب اہل نظر دیکھتے ہیں
کھلی آنکھ سے بے خبر دیکھتے ہیں

یہ سب صورتیں جن سے روشن ہے عالم
تمھیں سب ہیں ہم جلوہ گر دیکھتے ہیں

جہاں تک نگہ کام کرتی ہے ہر دم
نظر آتے ہو تم جدھر دیکھتے ہیں

کہیں تم کو دیکھا منزہ مبرا
کہیں تم کو عین بشر دیکھتے ہیں

عزیز اب تو ہم آئینہ بن گئے ہیں
یہی شکل شام و سحر دیکھتے ہیں

ہم کو دیدار سے فرصت ہی نہیں
کچھ سوا اس کے عبادت ہی نہیں

دیکھنا ہو تو رخ یار کو دیکھ
اس سے بڑھکر کوئی دولت ہی نہیں

میرا دل کعبہ ہو یا بتکدہ دونوں سے یکسو ہے
ہمیشہ سے مرا مسجود تیرا طاق ابرو ہے

بڑھی اس درجہ مشتاقی نشاں میرا نہیں باقی
جسے میں غیر سمجھا تھا حقیقت میں تو ہی تو ہے

تری آنکھیں وہ صلی اللہ انہیں آہو سے کیا نسبت
کہاں اس میں یہ شوخی ہے کہاں اس میں یہ جادو ہے

ہوئے ہیں بیخبر ساقی شراب بیخودی پی کر
ترے دیوانے میں اب کوئی مسلماں ہے نہ ہندو ہے

عزیز اسکی محبت نے بنایا جب سے گھر دل میں
نہ مجھ پر دل کو قابو ہے نہ دل پر مجھکو قابو ہے

کچھ بات مرے منہ سے نکلنے نہیں دیتے
اللہ رے غمزے کہ سنبھلنے نہیں دیتے

کافر نہیں کرتے ہیں مسلماں نہیں رکھتے
دم بھر مجھے اک راہ پہ چلنے نہیں دیتے

لبریز ہے دل جوش انا اللہ سے لیکن
اس کوزے سے دریا کو ابلنے نہیں دیتے

گر جاتے ہیں ہر درد میں آ کر مری تسکین
لخت دل صد پارہ کو گلنے نہیں دیتے

عاشق ہوں مجھے عشق سے ترکیب دیا ہے
مٹی میں ملا کر مجھے گلنے نہیں دیتے

داغوں سے بنایا ہے مجھے سرو چراغاں
کیا غم ہے اگر پھولنے پھلنے نہیں دیتے

پامال کیا مجھ کو عزیز ان کی روش نے
آنکھیں کبھی ان تلووں سے ملنے نہیں دیتے

دل ہر بار سا اس بت پہ بیتابانہ آتا ہے
تڑپ کر یوں ہے جیسے شمع پر پروانہ آتا ہے

ی

نگاہ مست کر دیتی ہے بچہ و گبر و ترسا کو
ترے کوچے سے جو آتا ہے گیا مستانہ آتا ہے

در و دیوار جو پرشاں ہیں ہجوم خرقہ پوشاں ہے
وہ کافر آج شاید جانب میخانہ آتا ہے

تمہاری آشنائی سے ہوا ہر فرقہ لامذہب
یگانہ بنکے جاتا ہے اگر بیگانہ آتا ہے

عزیز اس پارسائی پر بہار مے پرستی ہیں
تکلف دور ہو جاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

کوئی کیا جانے انکے حسن کا جلوہ کہاں تک ہے
فروغ عارض انور مکاں سے لامکاں تک ہے

محمد آئے اللہ انکے ساتھ آیا محبت سے
جہاں آئینہ ہے انکی حقیقت کا جہاں تک ہے

محمد کے سوا کس کو ہوا یہ مرتبہ حاصل
انھیں کی شان ہو جو کچھ زمیں سے آسماں تک ہے

وہ اک نور مقدس ہیں سب انوار اسی سے طالع ہیں
نشان ذات ہر موجود ذات انکے نشاں تک ہے

وہی ہیں خاص مسجود اور اسی کا سجدہ سجدہ ہو
رسائی جس کو صبح و شام انکے آستاں تک ہے

ہوا جو خاک بنیر انکے لیے ریگ رواں ہو کر
پریشاں اسکی حالت ہے غبار کارواں تک ہے

عزیز انکو وہی دیکھے جو دل کی آنکھ رکھتا ہو
مبارک اسکو یا رب جسکی بینائی یہاں تک ہے

کم ہیں جو خائف آفات منازل نہ ہوئے
طالب ہجر ہوئے رہبر کامل نہ ہوئے

دیکھ ہی لیں گے جو پاکی سے رہ اہل نظر
پردہ داری سے جو وہ راکب محمل نہ ہوئے

ک

صحبت سرمد نے جنھیں مست کیا مست ہوئے — کبھی مشتاق مے و زہر ہلاہل نہ ہوئے
حل ہوئے عشق کے اسرار انھیں سے اوپر — جو اسیر ہوس اہل مسائل نہ ہوئے

سبز بختی سے شگفتہ نہ ہوئے مثل عزیزؔ
حسن سبز رخ گلگوں کے جو مائل نہ ہوئے

بدلا اب کیا عشق رسول عربی نے — حقا کہ یہ جنبش نہ بود ماہ جبینے
اک پل میں گئے اور پھر آئے شب معراج — سب راز نہاں کھول دیئے اس طلبی نے
دنیٰ سے کھلیں حضرت جبرئیل کی آنکھیں — کیا جلوہ دکھایا کشش نیم شبی نے
سرگشتہ ہوا اس خم گیسو کی بلا سے — کس پیچ میں ڈالا مجھے اس بوالعجبی نے

کرتا ہوں عزیزؔ اسکی محبت سے یہ باتیں
واللہ مجھے گھیر لیا نور نبی نے

دل کو دیوانہ محبوب خدا رہنے دے — اے مسیحا مجھے بیمار رہا رہنے دے
کن کے پردہ میں چھپے وہ تو چھپا رہنے دے — حشر برپا نہ کر اے حسن ادا رہنے دے
تو کہاں اور کہاں پردۂ باب جبرئیل — خاک بیزی نہ کر اے باد صبا رہنے دے
مجھکو سودا ہے تو ہو تیری بلا سے واعظ — ان کے کاکل میں مرے دل کو پھنسا رہنے دے
آہ بیہوش نہ کر عشق کی باتوں سے عزیزؔ — ان کی صورت سے مرا دھیان لگا رہنے دے

انبیا مژدۂ دیدار سنانے آئے
وہ تو اوّل ہی سے مشتاق بنانے آئے

انکی امت نے انھیں یکے سب کچھ دیکھا
احمد پاک عجب جلوہ دکھانے آئے

امتی امتی کہتے ہوئے آئے بیتاب
لب نازک کو شفاعت سے ہلانے آئے

انبیا پہلے سے محبوب سمجھ کر اُن کو
ناز در پردہ کو آنکھوں پہ اُٹھانے آئے

کون ایسا ہے کہ دے میری خبر اُن کو عزیز
...گا قتیل نظر جاتے ہی جاتے آئے

جلوۂ حق جو وہ بے پردہ دکھانے آئے
دیدہ ور اہل نظر ناز اٹھانے آئے

"من رآنی" سے کیا اپنے فقیروں کو غنی
"قاب قوسین" محبوں کو سنانے آئے

واہ اس شان پہ کیا لطف ہے اللہ غنی
ہم سے ناچیزوں کو سینے سے لگانے آئے

"کنت کنزاً" ہیں ہمارے لیے بیتاب ہوئے
جان جاں بنکے دو عالم کو جلانے آئے

حجلۂ غیب ہیں آرام نہ آیا اُن کو
جوش رحمت سے ہمیں عذر سکھانے آئے

آئے محشر میں محبت سے کہ دیکھیں ہم کو
سب مقاموں پہ شفاعت کے بہانے آئے

پھر تو ہو جائیگی قربان اجل مجھ پہ عزیز
وہ دم نزع اگر میرے سرہانے آئے